

المملكة العربية السعودية
المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد
وتوعية الجاليات بالمجمعة
تحت اشراف وزارة الشؤون الإسلامية
والأوقاف والدعوة والإرشاد

العمرة خطوة خطوة
باللغة الأردية

عُمره قدم...بقدم

ترجمه
و عدنان محمد طيب السلفي



103

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالمجمعة
شارع الملك فيصل - هتف ٠٦٤٣٢٣٩٤٩ فاكس ٠٦٤٣١١٩٩٦ ص.ب ١٠٢ الرمز البريدي ١١٩٥٢
www.ircpk.com

قرآن وسنت کی نظر میں

ملعون کون؟

الملعونون فی القرآن والسنة

جمع وترتیب:

ابوعدنان / محمد طیب السّلفی

فہرست موضوعات

موضوع **صفحہ نمبر**

موضوع **صفحہ نمبر**

مقدمہ

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں تخلیق انسانی کا مقصد واضح کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ ''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں'' (سورۃ الذاریات آیت:٥٦)

لہذا تخلیق انسانی کا مقصد اللہ عزوجل کی عبادت بجالانا ہے جس طرح اس نے حکم دیا ہے اور جیسا وہ چاہتا ہے اور عبادت الہی میں عقیدہ، عبادت اور مختلف اقسام کے معاملات شامل ہیں، جس طرح عبادت الہی میں زمین میں چل پھر کر اس کے خزانوں کو حاصل کرنا شامل ہے اور ہر وہ نیک کام اور مہتم بالشان عمل جس کو انسان بجالائے وہ حقیقت میں اللہ ہی کی عبادت ہے۔

اور انسان اپنے رب کی عبادت کیسے کرے؟ اس پر ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرے، اور اصلاح نفس یہ کیسے ممکن ہوگا؟

اصلاح نفس کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو اپنے خالق ومالک کے حکم کے تابع بنائے اور اللہ تعالی نے جو چیز ان پر فرض قرار دیا ہے اس کو بجالائے، جس نے اللہ کے حق کو ضائع کردیا اس نے اپنا اور تمام لوگوں کے حقوق کو پامال وبرباد کردیا۔

محترم قارئین! اس دنیا میں ہر انسان کو یہ احساس وشعور رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالی اس سے راضی اور خوش ہوجائے اور وہ کس طرح اللہ کا مطیع وفرمانبردا ہوجائے، لیکن لوگوں نے گناہوں کی زیادتی وکثرت، اور برائیوں کے انبار اور ختم ہوجانے والی شہوات وخواہشات کے پیچھے پڑ کر اس احساس وشعور کو بھلا دیا ہے جب کہ ضرورت اس بات کی مقتضی ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں، اپنے نفس کا محاسبہ

کریں اور یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ہمارے اندر کون سی برائیاں اور خامیاں پائی جاتی ہیں اور یہ کہ ہم کس طرح ان برائیوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں؟

معزز قارئین! ہم ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اندر کہاں اور کون سی خامیاں اور برائیاں ہیں؟

انسان ہمیشہ اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے اور دوسروں کو بُرا اور خراب کہتا ہے، بہت ممکن ہے کہ انسان کسی کی مذمت اس کی برائی کی وجہ سے کرے اور اس برائی کو کرنے پر وہ اس سے ناراض اور غضبناک ہو جب کہ وہ عیب و برائی جس کی وجہ سے وہ دوسروں کی مذمت کرتا ہے خود اس کے اندر موجود ہو، اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی خامیوں اور برائیوں کو جانیں تا کہ ہم اپنے دلوں سے ان برائیوں اور خامیوں کو نکال سکیں جو ہمارے اندر موجزن ہیں لیکن حقیقت میں ہم ان برائیوں سے تجاہل برتتے ہیں، لوگوں کو دیکھنے کے ڈر سے لوگوں کی نظروں سے دور ہو تو جاتے ہیں، لیکن لوگوں کے رب کے دیکھنے سے نہیں ڈرتے جب کہ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالی ہمارے اعمال کی نگرانی کر رہا ہے اور ہمارے اسرار و بھید سے واقف ہے۔

قارئین کرام: اور نفس کی جو برائیاں ہیں وہ بہت زیادہ ہیں ذیل میں اجمالی طور پر ان برائیوں کو ذکر کیا جاتا ہے: عُجب یعنی خود پسندی، حسد، ریا کاری، شہرت کی چاہت، بخالت، غفلت ولا پرواہی، دھوکہ، مال کی محبت، معصیت وگناہ سے لگاؤ اور خواہش نفس کی پیروی وغیرہ علاوہ ازیں اور بھی خامیاں اور برائیاں ہیں جو مذکورہ برائیوں سے کہیں زیادہ خطرناک ہیں اور وہ برائیاں ایسی ہیں کہ جب بندہ ان برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ کی لعنت اور پھٹکار اس پر پڑتی ہے بندہ اپنے رب کی رحمت سے نکل جاتا ہے امن وسکون سے دور ہو جاتا ہے اور اللہ کی غضب کی وجہ سے وہ وحشت

وگھبراہٹ ڈراور خوف میں زندگی بسر کرنے لگتا ہے۔

اس لئے ان برائیوں اور خامیوں کو تلاش کرنا چاہیے جو اللہ کی لعنت اور غضب کا باعث ہیں اور ان برائیوں کو جاننا ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے ضروری ہے کیوں کہ ان کی خطرنا کیاں انتہائی اہم ہیں۔

اس کتاب میں میں نے حتی الوسع ان تمام برائیوں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو لوگوں کے لئے اللہ کی لعنت اور پھٹکار کا باعث بن سکتی ہیں اور ایسا میں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی نصیحت وخیر خواہی کے لئے کی ہے انہیں ان برائیوں میں مبتلا ہونے سے ڈرایا ہے اور ان کی خطرنا کیوں سے چوکنا اور ہوشیار کیا ہے۔

اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ آدمی برائیوں سے بچنے کے لئے ان برائیوں کو جانے اور پہچانے تا کہ ان برائیوں سے بچے اور ان کے آنے سے پہلے ان برائیوں کو ہٹانے اور مٹانے کے لئے بالکل تیار رہیں۔

جیسا کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (كان الناس يسالون رسول الله ﷺ عن الخير، وكنت اساله عن الشر مخافة الوقوع فيه) (۱)

" کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں رسول اللہ ﷺ سے شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس اندیشہ سے کہ کہیں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں"

---

(۱) صحيح بخاری، كتاب الفتن باب كيف الامر اذا لم تكن جماعة، صحيح مسلم كتاب الامارة باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين۔

(۱) اس کتاب میں غالباوہ تمام قرآنی آیات جمع کردی گئی ہیں جو ملعون مردوں اور عورتوں سے متعلق ہیں۔

(۲) وہ تمام احادیث مبارکہ بھی میں نے بیان کردی ہے جس میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ لعنت کے حقدار کون لوگ ہیں، اس ضمن میں حدیثیں تو مجھے بہت ملی لیکن میں نے ضعیف احادیث سے گریز کرتے ہوئے صرف صحیح احادیث ہی پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

(۳) اسی طرح میں نے کچھ آثار بھی بیان کئے ہیں جو سلف صالحین سے منقول ہیں، اور اہل علم نے لفظ لعنت کا جو معنی بیان کیا ہے وہ بھی میں نے ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ذکر کیا ہے کہ کن کی لعنت جائز ہے اور کن کی نہیں اور یہ کہ اس کائنات ارضی وسماوی کا سب سے پہلا ملعون کون ہے۔

اللہ عزوجل کا بے حد شکر واحسان ہے کہ اس نے مجھے اس موضوع پر لکھنے کی توفیق مرحمت فرمائی، اسی طرح ہمارے رسول نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا، میں حدرجہ مشکور وممنون ہوں ذمہ دارانِ اسلامک سینٹر المجمعہ کا جس نے موضوع ہذا پر کتاب ترتیب دینے کی اجازت مرحمت فرمائی اور طباعت کا فریضہ انجام دیا۔

فاسال اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یجعل عملی ھذا خالصا لوجھہ الکریم وان ینفعنی بہ یوم لاینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم، والحمد للہ رب العالمین۔

ابوعدنان محمد طیب السّلفی

لفظ ''لعنت'' کا لغوی اور شرعی معنی

لعنت کا لغوی معنی ہے دُور کرنا، دُھتکارنا اور بھگانا۔

اور اصطلاحی معنی ہے اللہ کی رحمت سے دور کیا جانا۔

اگر یہ مخلوق کی طرف سے ہو تو اس کا مطلب سب وشتم اور بد دعا کرنا ہوتا ہے، اور اگر اللہ کی طرف سے ہو تو اس کا مطلب اللہ تعالی کی طرف سے دھتکار اور دور کیا جانا ہوتا ہے۔

لعنت اسم ہے اس کی جمع لعان اور لعنات ہے، لعنہ، یلعنہ لعنا اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی کو دھتکارا یا دور کر دیا جاتا ہے، لعین آدمی کو ''رجل لعین'' کہتے ہیں۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے ﴿بَلْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ﴾ (۱)

''نہیں بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالی نے انہیں ملعون کر دیا ہے'' یعنی اپنی رحمت سے ان کو دور کر دیا۔

لعان وملاعنت: دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کے باہم لعن وطعن کرنے کو کہا جاتا ہے اور بہت زیادہ لعنت کرنے والوں کو اللعنہ کہتے ہیں۔

اور اللعین اس شخص کو کہتے ہیں جو ہر کسی پر لعنت کرتا ہو، اور لعین شیطان کو بھی کہتے ہیں اور یہ اس کی صفت غالب ہے اس لئے کہ شیطان آسمان سے دھتکارا اور پھٹکارا گیا ہے اور شیطان کو لعین اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ نافرمانی کی وجہ سے اللہ کی رحمت اور بخشش سے دور کر دیا گیا ہے۔

---

(۱) سورۃ البقرہ آیت: ۸۸۔

کس کی لعنت کرنا جائز ہے اور کس کی نہیں

گزشتہ سطور سے ہم نے یہ جان لیا کہ اللہ کی رحمت سے پھٹکار اور اس کی ہدایت سے دور ہونے کو لعنت کہتے ہیں تو آیئے اب ہم یہ جانیں کہ کس کی لعنت کرنا جائز ہے؟ اور کس کی نہیں؟

چونکہ یہ معاملہ انتہائی خطرناک ہے تو ابتداء یہ جان لیں کہ مومن اصل میں لعنت کرنے والا، طعن و تشنیع کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی فحش بکنے والا ہوتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے اس اصل کو کھول کر بیان کر دیا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لیس المومن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش والبذی) (۱)

''مومن نہ طعن کرنے والا ہوتا ہے اور نہ لعنت کرنے والا ہوتا ہے اور نہ ہی فحش بکنے والا ہوتا ہے اور نہ ہی فضول بکنے والا ہوتا ہے''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن کی یہ عادت نہیں ہوا کرتی کہ لوگوں پر لعنتوں کے تیر چلاتا رہے اور زبان کو فحش کلامی اور بیہودہ گوئی کے لئے کھلا چھوڑ دے جس طرح کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ہلکے سے شبہ بلکہ اس سے کم شبہ کی بنا پر طعن کرنے لگتے ہیں اور کبھی تو اس کی زبان سے علمائے دین بھی محفوظ نہیں رہتے اور وہ ان پر بھی طعن و تشنیع کرنے سے باز نہیں رہتے، درحقیقت یہ ساری خصلتیں ایمان کے منافی ہیں کیوں کہ مومن تو ہمیشہ اپنی زبان کو پاک وصاف رکھنے کی کوشش کرتا ہے جب کہ کافر ومنافق اپنی زبان کو بے لگام چھوڑے رکھتا ہے لہذا ضروری ہے کہ زبان کو لعن وطعن

---

(۱) یہ حدیث صحیح ہے، سنن ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی اللعنۃ حدیث: ۱۹۷۷۔

فحش کلامی اور بیہودہ گوئی سے دور رکھا جائے۔

بلکہ لعنت کرنے والے آخرت میں دوسروں کی شفاعت کرنے سے محروم کردیئے جائیں گے۔

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے ام الدرداء کے پاس گھر کی آرائش کا سامان اپنے پاس سے بھیجا، ایک رات کو عبدالملک بن مروان اٹھا اور اس نے اپنے خادم کو بلایا خادم نے آنے میں دیر کی تو عبدالملک نے اس پر لعنت کی، جب صبح ہوئی تو ام الدرداء نے عبدالملک سے کہا کہ میں نے سنا رات کو آپ نے اپنے خادم پر لعنت کی اور میں نے ابوالدرداء سے سنا وہ کہتے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (ان اللعانين لايكونون يوم القيامة شفعاء ولاشهداء) ”لعنتیں کرنے والے شخص قیامت کے دن نہ سفارشی ہوسکیں گے اور نہ گواہ“ (۱)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں لعنت وملامت کرنے والوں کو ڈرایا اور دھمکایا گیا ہے کہ ایسے لوگ قیامت کے دن شفاعت وشہادت کے قابل نہیں ہوں گے نہ سفارشی بن سکیں گے اور نہ گواہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاينبغي لصديق ان يكون لعانا) ”کسی صدیق کے لائق نہیں کہ وہ لعنتیں کرنے والا بنے“ (۲)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب البر الصلة والادب حدیث: ۲۵۹۸۔

(۲) صحیح مسلم کتاب البر الصلة والادب باب النهی عن لعن الدواب وغیرہ حدیث: ۲۵۹۷۔

نیز فرمان بنوی ﷺ ہے (لعن المومن کقتلہ) ''کہ مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مانند ہے'' (۱)

آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے (من لعن مومنا فھو کقتلہ) ''جو شخص کسی مومن کو لعن طعن کرتا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اسے قتل کر رہا ہو'' (۲)

اس لئے کہ قاتل تو مقتول کو دنیوی منفعتوں سے محروم کر دیتا ہے اور جو شخص مومن کو لعنت کرتا ہے وہ اس کو اخروی نعمتوں اور رحمت الٰہی سے بھی منقطع کرنا چاہتا ہے جب کہ اس کی رحمت ہر چیز کو وسیع ہے اس لئے آدمی کو اس مسئلہ کی خطرناکی کو سمجھنا چاہیئے اور اس کے ارتکاب کرنے پر جو سزائیں مرتب ہوتی ہیں اس کی شدت کو بھی جاننا چاہیئے۔

زہری سالم سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم کو کبھی بھی برا بھلا نہ کہا سوائے ایک مرتبہ کے کہ جب اس کو لعن وطعن کیا تو اسے آزاد کر دیا۔

زہری کہتے ہیں کہ میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا کہ وہ لوگ اپنے غلاموں کو مارتے تھے لیکن ان پر لعنت نہیں کرتے تھے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے ایک لکڑی خریدی تو لکڑی والے نے اس کے گدھے کو برا کہا اس پر وہب بن منبہؒ نے کہا میرے گھر میں اب ملعون جانور داخل نہیں ہوسکتا۔

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ حدیث:۱۱۰۔

(۲) صحیح بخاری کتاب الادب باب ماینھی عن السباب واللعن حدیث:۲۴۶۹۔

کسی انسان پر ہی لعنت کرنا حرام نہیں بلکہ جانوروں ، جمادات اور ہواؤں پر کرنا بھی قابل مذمت ہے،حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے ایک انصاری صحابیہ اپنی اونٹنی پر سوار تھی کہ اچانک وہ اس اونٹنی کو ڈانٹتے ڈانٹتے اس پر لعنت کرنے لگی رسول اللہ ﷺ نے اسے سن لیا تو فرمایا(خذوا ماعليها و دعوها فانها ملعونه)"اس سے سامان اتار کر اسے چھوڑ دو کیوں کہ اس پر تو لعنت و پھٹکار پڑ چکی ہے" (۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کی چادر ہوا سے اڑنے لگی، رسول اللہ ﷺ کا عہد مبارک تھا اس شخص نے غصہ میں آکر ہوا پر لعنت کرنا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتلعنها فانها مامورة) "اس پر لعنت نہ ڈالو کیونکہ وہ تو حکم الٰہی کی پابند ہے" (۲)

معلوم یہ ہوا کہ نہ تو نوکروں کو ان کی غلطیوں پر لعن وطعن کرنا جائز ہے اور نہ ہی جانوروں اور ہواؤں پر۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم اپنے بھائی کو گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھو تو اس کے گناہ کے کاموں پر شیطان کی خاطر مددگار نہ بنو تم لوگ کہتے ہو اے اللہ اس کو رسوا کر، اے اللہ اس پر اپنی لعنت کر، جب کہ تم لوگوں کو اس کے لئے عافیت اور بچاؤ کا سوال کرنا چاہئے اس لئے کہ ہم محمد رسول اللہ کے ساتھی کسی کے بارے میں اسوقت تک کچھ نہیں کہتے تھے یہاں تک کہ ہم

(۱) صحیح مسلم کتاب البر والصلة و الآداب باب النهی عن لعن الدواب وغیرها حدیث:۲۵۹۵۔

(۲)سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی اللعن حدیث:۴۹۰۸۔سنن ترمذی کتاب البر والصله باب ماجاء فی اللعنة حدیث:۱۹۷۸۔

جان لیتے کہ کس چیز پر اس کی موت ہوئی ہے، اگر خیر پر اس کا خاتمہ ہوا ہوتا تو ہم یہ سمجھ جاتے کہ اس نے خیر کو پالیا ہے، اور اگر اس کا خاتمہ بری چیز پر ہوتا تو ہمیں اس کے عمل کا اس کے بارے میں ڈر لگا رہتا'' (۱)

مروی ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا گذر ایک ایسے آدمی کے پاس سے ہوا جس نے کوئی گناہ کیا تھا اور لوگ اسے سخت سست کہہ رہے تھے ابودرداء نے ان لوگوں سے کہا اگر تم اس کو کسی کنویں میں گرے ہوئے پاتے تو کیا تم اس کو نہیں نکالتے ؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں، اس پر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے بھائی کو سب وشتم نہ کرو اور اللہ کی حمد وثنا بیان کرو جس نے تم کو گناہ سے بچایا، تو لوگوں نے کہا کیا ہم اس سے نفرت نہ کریں؟ ابوالدرداءؓ نے کہا اس کے عمل نے اس کو قابل نفرت بنایا ہے اس لئے جب وہ اس کو چھوڑ دے تو وہ میرا بھائی ہے۔ (۲)

محترم قارئین! سابقہ سطور سے ہم نے یہ جان لیا کہ گنہگاروں کا نام لے کر لعن وطعن کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ جس لعنت کی ممانعت آئی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کسی معین شخص کا نام لے کر لعنت کرے چاہے وہ نیک ہو یا برا کیوں کہ جب کوئی نیک آدمی کو لعن وطعن کرتا ہے تو لعنت پلٹ کر لعنت بھیجنے والے پر پڑ جاتی ہے اور جب کسی برے آدمی پر لعنت بھیجی جاتی ہے تو اس کی برائی پہلے سے اور زیادہ بڑھ جاتی ہے اور ہمارا دین ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

---

(۱) بغوی نے '' شرح السنہ '' میں اس کو بیان کیا ہے لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے۔

(۲) شرح السنۃ ج ۱۳/۱۳۷۔

کن لوگوں پر لعنت کرنا جائز ہے :

(ا) کافروں پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔

اسی طرح نام لئے بغیر گناہگاروں پر بھی لعنت کرنا جائز ہے:

چنانچہ یہ کہا جائے کہ اللہ کی لعنت ہو جھوٹوں پر۔

اللہ کی لعنت ہو ظالموں پر۔

اللہ کی لعنت ہو کافروں پر۔

اللہ کی لعنت ہو یہود ونصاری پر۔

اسی طرح نبی ﷺ نے عمومی طور پر بعض نافرمانوں کو ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ملعون قرار دیا ہے، چنانچہ بدن میں سوراخ کر کے سرمہ بھرنے والی اور بھروانے والی، نقلی بال لگانے والی اور لگوانے والی پر اور ان عورتوں پر جو خوبصورتی کے لئے اپنے ابرو کے بال اکھڑواتی ہیں اور ان عورتوں پر جو کسی دوسری عورت کو اپنے ابروؤں کے بال اکھاڑنے کا حکم دے، اور سود لینے اور دینے والے، لکھنے والے اور گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت کی ہے۔

چور پر لعنت فرمائی ہے۔

شراب پینے والے، پلانے والے، بنانے والے اور جس کے لئے بنائی جائے، بیچنے والے اور خریدنے والے اور اس کی قیمت لینے والے اور اس کو اٹھانے والے اور جس کے لئے لے اٹھائی جائے سب پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔

اوران پرلعنت بھیجی ہے جس نے زمین کی حد بندی کے نشانات کو بدل دیا۔

جس نے اپنے والدین کوسب وشتم اورلعن طعن کیا۔

جس نے کسی روح والی چیز کونشانہ بنایا۔

ان مردوں پر جو عورتوں کی چال ڈھال اختیار کرتے ہیں اوران عورتوں پر جو مردانہ وضع وقطع اختیار کرتے ہیں۔

دین میں بدعت ایجاد کرنے والے پر یا بدعتی کو جگہ دینے والے پر۔

غیراللہ کے لئے ذبح کرنے والے پر۔

قوم لوط والا عمل اپنانے پر۔

مسلمان کوتکلیف پہنچانے والے پر۔

بیوی کے ساتھ اس کے دبر میں جماع کرنے پر۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کوگالی دینے والوں پر۔

رشوت لینے اور دینے والے پر۔

چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرنے پر۔

اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنے پر۔

کسی جانور کے چہرے پرداغ دینے والے پر۔

ناحق قتل کرنے والے پر۔

لوگوں کی ضرورت کے باوجود غلہ اسٹاک کرنے والے پر۔

علاوہ ازیں اور بھی بہت سے افراد پر لعنت کی گئی ہے۔

یہ تمام تر تفصیلات ان شاء اللہ آپ اس کتاب میں دیکھ سکتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ان تمام لوگوں پر لعنت کرنا جائز ہے جس کے متعلق شرعی نصوص سے ثبوت مل چکا ہو کہ وہ کفر پر مرے تھے یا کفر پر مریں گے جیسے ابوجہل، ابلیس لعنۃ اللہ علیہ وغیرہ اسی طرح گنہگاروں میں کسی گناہ گار کا نام لئے بغیر بھی لعنت کرنا جائز ہے۔

سب سے پہلا ملعون

اللہ تعالی کی سب سے پہلی نافرمانی کا ارتکاب شیطان ابلیس نے کیا تھا جب اللہ تعالی نے اسے اور اپنی ایک اور مخلوق فرشتوں کو یہ حکم دیا کہ وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو تمام فرشتوں نے اس حکم الٰہی پر لبیک کہا مگر ابلیس نے ازراہ تکبر اس حکم الٰہی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالی نے اسے فرمایا: ﴿ وَاِنَّ عَلَيۡكَ لَعۡنَتِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ ﴾ (۱)

''اور بیشک قیامت کے روز تک تجھ پر میری طرف سے لعنت ہے''

ایک دوسری جگہ اللہ کا فرمان ہے ﴿قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِيۡمٌ ۚ وَّاِنَّ عَلَيۡكَ اللَّعۡنَةَ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ ﴾ (۲)

''اللہ نے ابلیس سے فرمایا اچھا تو نکل جا یہاں سے کیوں کہ تو مردود ہے اور اب روز جزا تک تجھ پر لعنت ہے''

اسے اپنی اس نافرمانی کی سزا یہ ملی کہ قیامت تک کے لئے اللہ تعالی نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا اور جب ابلیس اللہ کی رحمت سے دور اور دھتکار دیا گیا تو ابلیس نے اولاد آدم کو گمراہ کرنے اور مکر و فریب دینے کی ٹھان لی جیسا کہ اللہ تبارک و تعالی نے قرآن میں بیان کیا ہے، ﴿ قَالَ فَبِمَاۤ اَغۡوَيۡتَنِىۡ لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ صِرَاطَكَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ، ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ ‌ؕ وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ ﴾ (۳)

---

(۱) سورۂ ص، آیت: ۷۸۔

(۲) سورۂ حجر آیت: ۳۵، ۳۶۔ (۳) سورۃ الاعراف آیت: ۱۶، ۱۷۔

''اس نے کہا بسبب اس کے آپ نے مجھ کو گمراہ کیا میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا، پھر ان پر حملہ کروں گا، ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی، اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی، اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گذار نہ پائیں گے''

چنانچہ ابلیس ملعون کو یہی فکر دامن گیر ہے کہ کس طرح لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا جائے، اسی لئے وہ لوگوں کو غیر اللہ کی پرستش کی دعوت دیتا ہے، اللہ عز وجل کا فرمان ہے ﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْقَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ ﴾ (۱)

''شیطان کی طرح اس نے انسان سے کہا کفر کر، جب وہ کفر کر چکا تو کہنے لگا میں تجھ سے بری ہوں''

ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں شیطان کی سرگرمیوں سے چوکنا اور ہوشیار کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں کفر میں مبتلا کر دے، جیسا کہ حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا آپ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا ''بیشک اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ چیز سکھاؤں جو تم کو معلوم نہیں اُن چیزوں میں سے جو اللہ تعالی نے آج کے دن مجھ کو سکھلائیں، ہر وہ مال جو میں اپنے بندے کو دوں وہ حلال ہے، اور میں نے اپنے سب بندوں کو مسلمان بنایا، پھر شیطان نے ان کے پاس آ کر ان کو ان کے دین سے پھیر دیا، اور جو چیزیں میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں شیطان نے وہ ان پر حرام کیں، اور ان کو حکم کیا میرے ساتھ شرک کرنے کا جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری'' (۲)

---

(۱) سورۃ الحشر آیت: ۱۶۔ (۲) صحیح مسلم کتاب الجنہ ونعیمہا باب صفات اهل الجنة واهل النار -

اگر شیطان اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہوتا اور بندے کو وہ شرک میں مبتلا نہیں کر پاتا ہے تو وہ ان کو برائی، بے حیائی اور اللہ پر جھوٹ باندھنے کا حکم دیتا ہے، فرمان الٰہی ہے ﴿اِنَّمَا یَامُرُکُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (۱)

''وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا اور اللہ تعالی پر ان باتوں کے کہنے حکم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں''

اللہ جل شانہ کا فرمان ہے ﴿اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَامُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا﴾ (۲)

''شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تعالی تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے''

قارئین کرام!

اللہ تعالی نے ہمیں آگاہ کر دیا ہے کہ ابلیس ہمارا دشمن ہے اور ہمیں اس سے ہوشیار رہنے کا بھی حکم دیا ہے، فرمان الٰہی ہے ﴿اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ﴾ (۳)

''یاد رکھو! شیطان تمہارا دشمن ہے تم اسے دشمن جانو وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لئے ہی بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں''

---

(۱) سورۃ البقرۃ آیت:۱۶۹۔

(۲) سورہ البقرۃ آیت:۲۶۸۔ (۳) سورۂ فاطر آیت:۶۔

ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ ابلیس سے ہوشیار رہے کیوں کہ وہ ہمارے لئے باطل کو خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے تا کہ ہم اس میں مبتلا ہو جائیں، وہ ہمیں نیک عمل کرنے سے روکتا ہے جو ہمارے لئے آخرت میں نفع بخش ہے،اور فریب دینے والی امیدوں کا ہم سے وعدہ کرتا ہےاور ہمارے دل میں ایسے شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے جو ہمیں کفر والحاد تک پہنچا دیتے ہیں، ان ہی سب وجہوں سے ابلیس لعنت کا اور اللہ رحمٰن کی رحمت سے محرومی کا اور جنت سے نکالے جانے اور آگ سے ڈرائے جانے کا سزاوار ہوا۔

ہم اللہ رب الناس [لوگوں کے رب] اور ملک الناس [لوگوں کے بادشاہ] اور الہ الناس [لوگوں کے معبود] سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں پیچھے ہٹ جانے والے اور وسوسہ ڈالنے والے شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

وما التوفيق والسداد الا من عند الله

فالحمد لله رب العالمين.

اللہ اوراس کے رسول کو اذیت پہنچانے والا ملعون ہے

فرمان الٰہی ہے ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴾ (۱)

’’جولوگ اللہ اوراس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے، اور ان کے لئے نہایت رسوا کن عذاب ہے‘‘

اللہ کو اذیت پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ غلط باتیں اللہ کی طرف منسوب کی جائیں جیسے یہ کہا جائے اللہ کی بیوی ہے یا اللہ کی اولاد ہے یا اللہ تبارک وتعالی کو ایسے صفات سے متصف کیا جائے جو اللہ کی شایان شان نہیں ہیں جیسے یہودیوں کا یہ کہنا ﴿ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ﴾ (۲)

"اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے" یعنی وہ بخیل ہے۔

اوران کا یہ بھی کہنا کہ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَاءُ ﴾ (۳)

’’اللہ فقیر ہے اور ہم لوگ مالدار ہیں‘‘

اللہ تعالی نے ان کی خباثت کا یہ جواب دیا ﴿ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوْطَتَانِ ﴾

’’بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں‘‘

---

(۱) سورۃ الاحزاب آیت :۵۷۔

(۲) سورۃ المائدہ آیت :٦٤۔

(۳) سورۃ آل عمران آیت :۱۸۱۔

اس بدترین صفت کے مالک اب ہمیشہ کے لئے وہی لوگ رہیں گے اوران پراس مذموم قول کی وجہ سے لعنت بھیجدی گئی۔

عیسائیوں کا یہ کہنا: کہ مسیح علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے۔(قبح الله اصحاب تلك المقالة القبيح)

''اللہ اس قبیح کلمات کہنے والے کو برباد کرے''

مشرکین کا یہ کہنا: کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور بت اللہ کے شرکاء ہیں۔

ان تمام لوگوں نے اللہ کو اذیت پہنچائی اس لئے یہ سارے کے سارے اللہ کی رحمت سے دوری اور محرومی کے مستحق ٹھہرے۔

اسی طرح حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالی فرماتا ہے ابن آدم مجھے ایذادیتا ہے، زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، اس کے رات اور دن کی گردش میرے ہی حکم ہی سے ہوتی ہے'' (۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ یہ آیت ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کے موقع پر طعن وتشنیع کیا تھا۔

یہ اذیت کی ایک صورت ہے، آپ ﷺ کی اذیت یہ بھی ہے آپ کو اقوال وافعال کے ذریعہ اذیت پہنچائی جائے، اقوال کے ذریعہ اذیت وتکلیف پہنچانا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی

---

(۱) صحیح بخاری تفسیر سورۃ الجاثیہ وصحیح مسلم كتاب الالفاظ من الادب باب النهى عن سب الدهر۔

جائے، آپ کو شاعر و کذاب، ساحر و کاہن اور مجنوں وغیرہ کہا جائے آپ ﷺ کو گالی دی جائے، آپ کی عیب جوئی کی جائے، آپ پر اور آپ کے گھرانے پر طنز و تعریض کیا جائے۔

اور افعال کے ذریعہ اذیت پہنچانا یہ ہے جیسے آپ ﷺ کے رباعی دانتوں کو توڑا گیا، غزوۂ احد کے موقع پر آپ کے چہرۂ مبارک کو زخمی کیا گیا، سجدہ کی حالت میں آپ کی پشت مبارک پر گندگیاں کوڑے کرکٹ ڈالے گئے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی اذیت کا سبب بننے والا چاہے وہ جس طریقہ سے آپ کو اذیت پہنچائے عنداللہ ملعون اور اللہ کی رحمت و بخشش سے دور ہے اور جو اللہ کی رحمت سے دور کر دیا جائے وہ بڑے عظیم خسارے میں ہے۔

علم چھپانے والا ملعون ہے

فرمان الٰہی ہے ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَالۡھُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلۡعَنُھُمُ اللّٰعِنُوۡنَ، اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاَصۡلَحُوۡا وَبَیَّنُوۡا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡھِمۡ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ﴾ (۱)

’’جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لئے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے، مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور بیان کر دیں تو میں ان کی توبہ قبول کر لیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہوں‘‘

(۱) سورۃ البقرۃ آیت: ۱۵۹۔۱۶۰۔

ان آیات کریمہ میں اللہ نے یہ بات کھول کر واضح کردی ہے کہ جو بھی اللہ تعالی کی نازل کردہ دلائل (روشن تعلیمات) اور ہدایات کو چھپائے گا تو وہ ملعون اور اللہ عزوجل کی رحمت سے دھتکارا ہوا ہے۔

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یہ آیات ان یہودی علماؤں اور عیسائی درویشوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی نشانیوں کو چھپایا تھا، لیکن اس کا حکم عام ہے جیسا کہ علمائے اصول کا قاعدہ کلیہ ہے(العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب)" کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوگا نہ کہ سبب کے خصوص کا" لہذا اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے نازل شدہ حق کو چھپائے گا اور اسے پس پشت ڈالے گا، یہ عام ہے اور اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو دین الہی کا علم چھپائے جب کہ اس کو پھیلانے کی ضرورت ہو۔

﴿أُولَـئِكَ يَلعَنُهُمُ اللّهُ ﴾ یعنی یہی وہ لوگ ہے جو اللہ کی رحمت سے محروم ہے اور جن پر اللہ کی لعنت ہے۔

﴿ وَيَلعَنُهُمُ اللَّعِنُونَ ﴾ میں اللاعنون سے کیا مراد ہے اس کی تعیین میں اختلاف ہے:

حضرت قتادہ اور ربیع رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد فرشتے اور مومن لوگ ہیں۔

اور مجاہد وعکرمہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حشرات الارض اور چوپائے ہیں۔

جب علماء سوء کے گناہوں کی وجہ سے انہیں قحط اور خشکی لاحق ہوتی ہے [بارش نہیں ہوتی] وہ علماء سوء جو علم اور حق کو چھپانے والے ہیں تو چوپائے جانور کہتے ہیں کہ یہ اولاد آدم کے نافرمانوں اور گناہگاروں کی وجہ سے ہے، اللہ تعالی اولاد آدم کے گنہگاروں پر لعنت نازل کرے۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللاعنون سے مراد تمام جانور اور کل جن وانس ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اللاعنون سے مراد جنات وانسان کے علاوہ ساری مخلوقات ہیں جو ایسے لوگوں پر لعنت بھیجتی ہیں۔

پھر ﴿ اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا ﴾ سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے جو اپنی گناہوں سے توبہ کرلیں اور اپنے اعمال کی اصلاح کرلیں، علم اور حق کی جو باتیں چھپا رکھی تھیں اسے لوگوں کے سامنے بیان کردیں تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرلے گا، ﴿فَاُولٰٓئِكَ اَتُوۡبُ عَلَيۡهِمۡ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴾

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ کفر وبدعت کی طرف لوگوں کو بلانے والا بھی جب سچے دل سے توبہ کرلے تو اس کی توبہ بھی قبول ہے، اگلی امتوں میں ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی تھی لیکن یہ نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے اور آپ کی امت کے ساتھ اللہ عزوجل کی یہ مہربانی ہے۔

اس میں زبردست دھمکی ہے ان لوگوں کو جو اللہ کی باتیں اور شرعی مسائل چھپا لیا کرتے ہیں، اہل کتاب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کو چھپا لیا تھا جس پر ارشاد ہوا کہ حق چھپانے والے ملعون لوگ ہیں، جس طرح اس عالم کے لئے جو اللہ کی باتیں لوگوں میں پھیلائے اس کے لئے ہر چیز استغفار کرتی ہیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں اور ہوا کے پرند بھی، اسی طرح ان لوگوں پر جو حق بات جانتے ہوئے گونگے اور بہرے بن جاتے ہیں ہر چیز لعنت بھیجتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ آیات کتاب اللہ کے اندر موجود نہ ہوتیں تو میں نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا۔

کتمان حق اور کتمان علم اتنا برا جرم ہے کہ اللہ تعالی ایسے لوگوں کو اپنی رحمت وقربت سے دور کردیتا ہےاور ساری دنیا کی لعنت ان پر برسنے لگتی ہے۔

آیت کریمہ میں علم چھپانے والوں کے لئے سخت وعید ہے جو جاہلوں کی جہالت پر سکوت کرتے ہیں بدعتیوں کی بدعت پر انہیں نہیں ٹوکتے ،منکرات اور طرح طرح کی بیماریوں کو سماج میں پھیلتے ہوئے دیکھتے سنتے ہیں لیکن خاموش رہتے ہیں اوران پر نکیر نہیں کرتے ،ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے وہ آیتیں نہیں پڑھیں جن سے ایمان والوں کے دل تھرا اٹھتے ہیں ۔

اسی طرح کتمان علم کی سزا حدیث میں بایں الفاظ بیان ہوئی ہے،فرمان نبوی ﷺ ہے (من سئل عن علم فکتمه الجم یوم القیامة بلجام من نار) ''جس سے کوئی ایسی بات پوچھی گئی جس کا اسکو علم تھا اوراس نے اسے چھپایا تو قیامت والے دن آگ کی لگام اس کے منہ میں دیدی جائے گی'' (۱)

علماء چونکہ انبیاء کے وارثین وجانشین ہیں ان کا یہ فرض ہے کہ وہ عوام الناس کو ضروری اور مفید علم کی تعلیم دیں،توحید نماز،روزہ،حج اور زکوۃ کے طریقے بتائیں اور جس مسئلہ کی جہاں ضرورت ہو وہاں بیان کریں اور کتمان علم سے کام نہ لیں اگر انہوں نے کتمان علم سے کام لیا اوراپنے علم کو چھپایا تو ان پر اللہ کی لعنت ہوگی اور وہ اللہ کی نظر میں ملعون ہوں گے۔

---

(۱)سنن ابوداؤد کتاب العلم باب کراهية منع العلم، وسنن ترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی کتمان العلم حدیث:۲۵۱،وقال حدیث حسن۔

جھوٹ بولنے والا ملعون ہے

جھوٹ قبیح ترین عادت ہے، اللہ تبارک وتعالی نے اپنی کتاب کریم میں جھوٹ بولنے والوں پر لعنت کی ہے، فرمان الٰہی ہے ﴿قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ﴾ (۱)

''بے سند باتیں کرنے والے غارت کردئے گئے''

بعض مفسرین نے اس کی تفسیر ان الفاظ سے کی ہے ای لعن الکذابون یعنی جھوٹے لوگ ملعون قرار دیئے گئے جو اللہ کے متعلق گمان کرتے ہوئے ایسی بات کہتے ہیں جو وہ نہیں جانتے اور ایسا دعوی کرتے ہیں جو وہ نہیں جانتے۔

محترم قارئین! نبی کریم ﷺ نے ہمارے لئے کوئی بھلائی جو ہمیں اللہ اور جنت سے قریب کرنے والی تھی ایسی نہیں چھوڑی مگر یہ کہ اس کی طرف آپ نے ہماری رہنمائی فرمادی اور کوئی برائی جو اللہ سے اور جنت سے دور کرنے والی ایسی نہیں چھوڑی مگر یہ کہ آپ نے ہمیں اس سے چوکنا اور ہوشیار کردیا، ان برائیوں میں سے ایک برائی جھوٹ بولنا بھی ہے آپ نے فرمایا: (ایاکم والکذب، فان الکذب یهدی الی الفجور، والفجور یهدی الی النار، وما یزال الرجل یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند الله کذابا)''''جھوٹ بولنے سے بچتے رہو کیوں کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کے راستہ پر چلاتا ہے یعنی دوزخ میں داخل کرادیتا ہے، اور جو آدمی ہمیشہ ہی جھوٹ بکتا رہتا ہے اور جھوٹ ہی اس کا مقصد ہوتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک وہ بڑا ہی جھوٹا لکھا جاتا ہے'' (۲)

---

(۱) سورۃ الذاریات آیت: ۱۰۔ (۲) صحیح بخاری کتاب الادب، وصحیح مسلم کتاب البر والصلة۔

اللہ کی رحمت کا دائرہ بہت وسیع ہے جو دنیا کے ذرہ ذرہ کو گھیرے ہوئے ہے اس کی رحمت کی چھاؤں میں ساری کائنات آرام کر رہی ہے مگر رحمت الٰہی کے گھنے سائے سے جھوٹ بولنے والا شخص محروم ہے جس کا منہ جھوٹ کی بادسموم سے جھلس رہا ہے۔

جھوٹ بولنا اس قدر سخت گناہ ہے کہ جھوٹ بولنے کی صورت میں اللہ تعالی نے اجازت دی ہے کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت کی جائے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (ما کان خلق ابغض الی رسول الله ﷺ من الکذب) ''رسول اللہ ﷺ کو جھوٹ بولنے سے زیادہ کوئی عادت ناپسند نہ تھی'' (۱)

اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے کہ کذاب [جھوٹا] ہدایت کو نہیں پا سکتا فرمان الٰہی ہے: ﴿اِنّ اللّٰهَ لَایَهدِی مَن هُوَ مُسرِف کَذّاب﴾ (۲)

''اللہ تعالی جھوٹے اور حد سے تجاوز کرنے والے کو ہدایت نہیں دیتا''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان سنئے وہ فرماتے ہیں: بندہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ بولنے کا قصد کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پڑ کر اس کا دل کالا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک جھوٹوں میں لکھا جاتا ہے''

---

(۱) سنن ترمذی کتاب البر والصلة باب ماجاء فی الصدق والکذب یہ حدیث صحیح ہے، دیکھئے السلسلة الصحیحه ج ۵/ حدیث ۲۰۵۲۔

(۲) سورۃ المومن آیت: ۲۸۔

شاعر کہتا ہے :

لا یکذب المرء الا من مہانتہ   او عادۃ السوء او من قلۃ الادب

"آدمی اپنی ذلت ورسوائی یا بری عادت یا ادب کی کمی کی وجہ سے ہی جھوٹ بولتا ہے"

محترم قارئین!

اللہ تبارک وتعالی نے ہم کو بہترین ڈھانچہ میں پیدا کیا ہے، اور انسان کو تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے، اور زبان کو تمام اعضاء وجوارح پر فضیلت دی، اور یہ فضیلت دیگر اعضاء وجوارح پر اسے اس لئے حاصل ہے کہ اس سے اپنی توحید کا اقرار کروایا ہے، اس لئے عقلمند شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان کو جسے اللہ تعالی نے اپنی توحید بیان کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اسے جھوٹ بولنے کا عادی نہ بنائے، بلکہ اسے چاہئے کہ ہمیشہ اپنی زبان کو سچ بولنے کا عادی بنائے آمین۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

عود لسانك قول الخير تحظ به   ان اللسان لماعودت معتاد

اپنی زبان کو خیر کا عادی بناؤ تو خیر ہی کروگے، کیوں کہ زبان کو جس چیز کا عادی بنایا جائے وہ اسی کا عادی رہتا ہے

موكل بتقاضى ماسننت له   فاختر لنفسك وانظر كيف ترتاد

وہ اس تقاضے کا پابند ہے جس کے لئے تو نے اسے چلایا ہے تو تم اپنے لئے دیکھ بھال لو کہ اسے کس چیز کا خوگر بناتے ہو۔

<u>جھوٹ انسان کے لئے نحوست، لعنت کا باعث اور رحمٰن کی ناراضگی کا سبب ہے، اس میں انسان کی</u> تباہی وبربادی ہے گرچہ تھوڑے زمانے کے بعد ہی ہو۔

جھوٹا اپنے نفس کی رسوائی کے باعث ہی جھوٹ بولتا ہے، اس لئے کہ اگر جھوٹا عالی ظرف بلند حیثیت

کا ہوتا تو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جسم کا کوئی ٹکڑا اللہ کے نزدیک سچی زبان سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور کوئی ٹکڑا اللہ کے نزدیک جھوٹی زبان سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں ہے۔

قارئین بھائیو اور بہنو!

سچائی نے لوگوں کو بلند مقام پر پہنچایا اور جھوٹ نے لوگوں کو سب سے پست مقام پر ڈال دیا جب کہ وہ حسب ونسب اور جاہ وحشمت والے تھے۔

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بندہ ایمان کی حقیقت نہیں پا سکتا جب تک وہ حق پر رہتے ہوئے جھوٹ کو نہ چھوڑ دے اور ہنسی مذاق میں جھوٹ بولنا چھوڑ دے جب کہ وہ یہ سمجھتا ہو کہ اگر وہ چاہے تو اس پر غالب آ جائے۔

جھوٹا آدمی منافقانہ خصلتوں میں سے کسی نہ کسی ایک خصلت کے ساتھ متصف ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے بیان فرمایا ''کہ منافق انسان کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، اور جب امانت رکھی جائے تو خیانت کر جائے'' (صحیح بخاری کتاب الادب اور صحیح مسلم فی الایمان)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے نزیک سب سے بڑا گناہ جھوٹ بولنا ہے اور سب سے بری ندامت وشرمندگی قیامت کے دن کی ندامت وشرمندگی ہے۔

اس طرح جھوٹ نحوست کا مصدر اور رذائل کا منبع اور سرچشمہ ہے، لعنتوں اور ناراضگی کا سبب ہے، کرامت وشرافت کو ختم کر دینے والا، صاحب عزت کو ذلت میں ڈالنے والا اور مالدار کو فقیر کر دینے

والا ہے۔

فائدہ :

اہل علم نے بعض حالات میں بظاہر جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے لیکن حقیقت میں وہ معنوی اعتبار سے توریہ ہوتا ہے، جیسے جنگ میں، لوگوں کے درمیان مصالحت کی خاطر، اور شوہر و بیوی کے درمیان مصالحت پیدا کرنے کے لئے، جس کے لئے اہل علم نے درج ذیل احادیث کو اپنا مستدل بنایا ہے:

☆ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (لا یحل الکذب الا فی ثلاث: یحدث الرجل امراته لیرضیها، و الکذب فی الحرب و الکذب لیصلح بین الناس) ''تین حالتوں کے سوا جھوٹ جائز نہیں: آدمی اپنی بیوی کو خوش کرنے کی خاطر جھوٹ بولے، جنگ میں جھوٹ اور لوگوں کے درمیان اصلاح کے خاطر جھوٹ'' (۱)

☆ حضرت ام کلثوم بنت عقبہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا (لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس فینمی خیرا اویقول خیرا) ''کہ جھوٹا وہ نہیں جو لوگوں کے درمیان اصلاح کا کام کر کے خیر کو فروغ دے یا خیر کہے'' (۲)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اس آدمی کے جھوٹے ہونے کی نفی فرمائی ہے جو کہ لوگوں کے درمیان اصلاح کی خاطر کچھ بات کہتا ہے۔

---

(۱) سنن ترمذی، ابواب البر والصلۃ باب ما جاء فی اصلاح ذات البین، امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔
(۲) صحیح بخاری کتاب الصلح، صحیح مسلم کتاب البر والصلہ والاداب باب تحریم الکذب و بیان المباح منہ۔

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ کہتی ہیں کہ (رخص النبی ﷺ من الکذب فی ثلاث: فی الحرب، وفی الاصلاح بین الناس ،وقول الرجل لامراته) (۱)

’’نبی کریم ﷺ نے تین (صورتوں)میں جھوٹ کی رخصت دی ہے جنگ میں ،لوگوں کے درمیان مصالحت کرانے میں اور شوہر کا اپنی بیوی سے بات چیت کرنے میں‘‘

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ تین موقعوں کے علاوہ کسی اور بات میں جھوٹ بولنے کی رخصت کبھی نہیں سنی۔

بعض اہل علم نے اضطراری حالت میں جھوٹ بولنے کے جائز ہونے کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی ظالم سے چھپا ہوا ہو اور وہ ظالم اس کو قتل کرنا چاہ رہا ہو یا اس کا مال ہڑپ کرنا چاہ رہا ہو، وہ اپنا مال چھپایا ہوا ہو اور کوئی آدمی اس کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ اس کے بارے میں جھوٹ بولتے ہوئے لاعلمی ظاہر کرے، اسی طرح اگر کسی کے پاس کوئی امانت رکھی ہوئی ہو اور کوئی ظالم اسے لے لینا چاہتا ہو تو اس کے راز کو پردہ خفا میں رکھنے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے، افضل اور بہتر یہی ہے کہ ان تمام امور میں توریہ کا لحاظ رکھا جائے اور توریہ کا مفہوم یہ ہے کہ عبارت سے صحیح مطلوب کا قصد کیا جائے نہ یہ کہ جھوٹ کی نسبت اس کی طرف کی جائے۔

اللہ نے جھوٹ کو حرام قرار دیا ہے اس لئے کہ جھوٹ نفاق کا جڑ ہے اور یہ برائی کے ہر دروازہ کو فروغ دیتا ہے جس طرح پانی درخت کے جڑوں کو سیراب کرتا ہے۔

---

(۱) سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی اصلاح ذات البین دیکھئے السلسلۃ الصحیحہ للالبانی ؒ ج۲ حدیث:۵۴۵۔

جب ہم نے یہ سمجھ لیا کہ جھوٹ کیوں قابل لعنت فعل ہے، اور سچائی جھوٹ کے بالکل برعکس ہے، سچائی بہترین صفت اور اچھی عادت ہے، ہمارے پروردگار نے ہمیں سچائی اور اس کی خوبی سے مزین ہونے کی ترغیب دی ہے اور اس پر اجر جزیل کا وعدہ فرمایا ہے، اللہ سبحانہ وتعالی اپنی کتاب میں فرماتا ہے ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (۱)

''اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو''

''سچائی نیک لوگوں کا زیور ہے، صالحین اور نیک لوگوں کی زینت ہے ان کا مقام ان کے رب کے پاس بلند ہے، وہ قیامت کے دن اپنے رب کے پاس راستی اور عزت کی بیٹھک میں ہوں گے اس لئے کہ انہوں نے سچائی سے اپنے آپ کو متصف کیا تھا تو سچائی انہیں نیکی کی طرف لے گئی اور نیکی انہیں جنت کی طرف لے گئی۔

جھوٹ انتہائی قبیح عادت ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے، جھوٹا آدمی بد باطن، پست ہمت اور بے وزن ہوتا ہے، جھوٹا شخص ہمیشہ شر اور فساد کی طرف مائل ہوتا ہے، فتنہ پیدا کرتا اور مصیبتیں کھڑی کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے جہنم کو تیار کیا ہے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔

اس لئے مسلمان بھائیو! آپ ہمیشہ سچ بولنے کا اہتمام کریں گرچہ آپ کو سچ بولنے میں اپنی ہلاکت نظر آئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں نجات ہے ا، ور جھوٹ سے بچیں گرچہ جھوٹ بولنے میں آپ کو اپنی نجات وخلاصی نظر آئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ بولنے میں تباہی وبربادی ہے۔

---

(۱) سورۃ التوبہ آیت: ۱۱۹۔

مسلمان کو ناحق قتل کرنے والا ملعون ہے

کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے کیوں کہ جو شخص کسی مسلمان کو ناحق قتل کرتا ہے اس کے لئے اللہ تعالی نے جہنم میں ٹھکانہ تیار کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت برستی رہے گی، فرمان باری تعالی ہے ﴿وَمَن يَّقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ وهٗ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيمًا﴾ ''اور جو شخص کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے گا اس کی سزا دوزخ ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اللہ تعالی اس پر غضبناک ہوگا، اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لئے اس نے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے'' (۱)

اللہ تبارک وتعالی نے قتلِ مومن کو حرام قرار دیا ہے الا یہ کہ تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت پائی جائے، جیسے کوئی شادی شدہ مرد وعورت زنا کا ارتکاب کر بیٹھے، اور قصاص کے طور پر جان کے بدلے جان، اور جو اپنے دین کو چھوڑ کر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کر لے۔

فرمان الٰہی ہے ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَق﴾ (۲)

''اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر حق پر''

خون مومن کی اللہ کے یہاں بڑی قدر ہے، اس لئے اللہ تعالی نے اس کی بڑی اہمیت بیان کی ہے اور

(۱) سورۂ نساء آیت: ۹۳۔

(۲) سورۂ فرقان آیت: ۶۸۔

خون مومن بہانے والے کو ملعون اور اپنی عفوورحمت سے دور قرار دیا ہے الا یہ کہ وہ سچی توبہ کرے۔

جب خون مومن کی حرمت اللہ کے یہاں مسلم ہے اور یہ ان امور میں سے ہے جس کے بارے میں قیامت کے دن دوسری تمام چیزوں سے پہلے فیصلہ ہوگا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اول ما یقضی بین الناس یوم القیامة فی الدماء) ''قیامت کے دن لوگوں کے درمیان اولین فیصلہ جو کیا جائے گا وہ خون کی بابت ہوگا'' (۱)

اس حدیث میں خون بہانے کی سخت مذمت آئی ہوئی ہے، اور یہ بھی کہ اللہ تعالی قیامت کے دن سب سے پہلے خون کی بابت فیصلہ فرمائے گا، یہ دلیل ہے کہ خون بہانے کا معاملہ بڑا عظیم اور خطرناک ہے۔

فائدہ :

اہل علم کہتے کہ یہ حدیث اس مشہور حدیث کی مخالف نہیں جو سنن میں آئی ہوئی ہے جس میں ہے کہ بندہ سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، کیوں کہ اس حدیث کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور حدیث دماء کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ واللہ اعلم۔

خلاصہ یہ کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون کی بابت فیصلہ ہوگا۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الرقاق باب القصاص یوم القیامة اور صحیح مسلم کتاب القسامة والمحاربین باب المجازاة بالدماء فی الآخرة وانہا اول مایقضی فیہ بین الناس یوم القیامة۔

قارئین کرام! جرم قتل کی نحوست اس قدر ہے اس کا گناہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے قابیل کو بھی شامل ہے، اس لئے کہ روئے زمین پر سب سے پہلا قتل اس نے ہی کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (لا تقتل نفس ظلما الا کان علی ابن آدم الاول کفل من دمھا، لانہ کان اول من سن القتل) ''جو نفس بھی ظلماً قتل ہوتا ہے [قاتل کے ساتھ] اس کے خون ناحق کا بوجھ آدم علیہ السلام کے اس پہلے بیٹے پر ہوتا ہے کیوں کہ یہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا کام کیا'' (۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا جو بھی برائی ایجاد کرے گا اس پر ان تمام لوگوں کی برائی کا بھی بوجھ ہوگا جو اس برائی پر چلیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے جرم قتل کو مہلک اور بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اکبر الکبائر الاشراك بالله، وقتل النفس، وعقوق الوالدین، وقول الزور) ''سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے، اور قتل نفس ہے، اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا ہے'' (۲)

بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں اس جرم کے ارتکاب سے ڈرایا ہے اور یہ بیان فرمایا ہے کہ قتل ناحق کو حلال سمجھنے والا کافر ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الدیات باب ومن احیاھا، صحیح مسلم فی القسامہ باب بیان اثم من سن القتل۔ (۲) صحیح بخاری فی کتاب الدیات باب ومن احیاھا صحیح مسلم فی القسامہ۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:(لا ترجعوا بعدی کفارا، یضرب بعضکم رقاب بعض) ''تم میرے بعد کافر مت بن جانا، کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو'' (۱)

آپ ﷺ کا فرمان ہے (لزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل مومن بغیر حق) ''ساری دنیا کا زائل ہو جانا اللہ کے یہاں ایک مومن کو ناحق قتل کرنے سے ہلکا ہے'' (۲)

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا خون بہانے سے ڈرے اس لئے کہ قاتل ومقتول دونوں جہنم میں برابر ہوں گے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:(اذا التقی المسلمان بسیفھما فالقاتل والمقتول فی النار، قیل یارسول اللہ ھذا القاتل فما بال المقتول؟ قال : انہ کان حریصا علی قتل صاحبہ) ''جب دو مسلمان ایک دوسرے کا آمنا سامنا اپنی تلواروں سے کرتے ہیں تو قاتل ومقتول دونوں جہنم میں ہوں گے، عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ ؟ مقتول کیسے جہنم میں ہوگا؟ فرمایا وہ اپنے ساتھی کے قتل کا خواہاں تھا'' (۳)

باہم عداوت ودشمنی، عصبیت، حصول دنیا، سرداری اور علو ومرتبت کے حصول کے لئے باہم لڑنے

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا ترجعوا بعدی کفارا۔

(۲) سنن ابن ماجہ کتاب الدیات باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلماحدیث : ۲۶۱۹۔

(۳) صحیح بخاری کتاب الدیات باب قول اللہ (ومن احیاھا) حدیث ۶۸۷۵۔

والوں کا یہی بدلہ ہے، البتہ جو اپنے نفس اور اپنی عزت وآبرو کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے وہ اس حدیث کے تحت داخل نہیں ہے، اس لئے کہ ایسے لوگوں کو اپنے نفس کے دفاع کے لئے لڑنے کا حکم ہے بشرطیکہ وہ حملہ آور کو قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

اگر مسلمان یہ جان لیں کہ خون مسلم کی کیا حرمت ہے؟ اور یہ بھی جان لے کہ خون مسلم کی ارزانی پر اللہ نے کیسی سزا تجویز کر رکھی ہے، تو مسلمانوں کے درمیان جو خانہ جنگی ہوتی رہتی ہے وہ بند ہو جائے اور مسلمانوں میں جو باہم لڑائیاں ہوتی ہیں وہ بیشتر حالات میں دنیاوی مفادات کے پیش نظر ہوتی ہیں جیسے زمین کا تنازعہ اور علو و مرتبت کی چاہت وغیرہ ۔

ظلم کرنے والا ملعون ہے

فرمان الٰہی ہے،﴿ اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيۡنَ﴾ (۱)

'' خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر''

اللہ تعالی نے انصاف اور انصاف کرنے والوں کی تعریف کی ہے اور ظلم اور ظلم کرنے والوں پر لعنت کی ہے، اسلام ایک جامع دین ہے جو بہترین اصول ومبادی اور بلند پایہ اہداف ومقاصد کے قیام کی دعوت دیتا ہے، اور ظلم کی بہت زیادہ مذمت وبرائی بیان کرتا ہے، اور ظلم کرنے والوں کو قیامت کے دن کی رسوائی اور دنیا وآخرت میں عذاب الیم کی دھمکی دیتا ہے، اللہ جل شانہ نے فرمایا:﴿ وَلَوۡ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُوۡنَ فِيۡ غَمَرَاتِ الۡمَوۡتِ وَالۡمَلَائِكَةُ بَاسِطُوۡا أَيۡدِيۡهِمۡ أَخۡرِجُوۡا أَنۡفُسَكُمُ الۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا كُنۡتُمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ غَيۡرَ الۡحَقِّ، وَكُنۡتُمۡ عَنۡ آيَاتِهِ

(۱) سورۂ ہود آیت:۱۸۔

تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (۱)

’’ اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھائے ہوئے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو، آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے کہ تم اللہ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے، اور تم اللہ کی آیات سے تکبر کرتے تھے‘‘

قارئین کرام! ظلم ایک قبیح عادت اور غایت درجہ رذالت کی چیز ہے، ظلم کے نتیجے میں ملک تباہ و برباد اور آبادیاں تہس نہس ہو جاتی ہیں، اللہ تعالی نے گزشتہ قوموں کو اسی وجہ سے ہلاک و برباد کیا کہ انہوں نے ظالمین کی روش اختیار کی، معصوم اور بے گناہ لوگوں کا خون بہایا، اور ظلم کرنے والے اس بات کو بھول گئے کہ ان مظلومین کے پیچھے رب کی طاقت ہے جو بدلہ لینے والا ہے، ان کے اعمال کی نگرانی کر رہا اور ان کے ظلم کو دیکھ رہا ہے جو ان کی کرتوتوں کی بنا پر انہیں جلد یا دیر پکڑنے والا ہے، جب کہ ہمارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے، اللہ نے ان پر ظلم نہیں لیکن انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔

کسی کہنے والے نے سچ کہا ہے:

لاتظلمن اذا ماكنت مقتدرا   فالظلم آخره ياتيك بالندم

تنام عيناك والمظلوم منتبه   يدعو عليك وعين الله لم تنم

’’جب تمہیں طاقت ہو تو ظلم نہ کرو   ظلم بالآخر ندامت و شرمندگی لاتا ہے

تمہاری آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن مظلوم نہیں سوتا وہ تمہارے لئے بددعا کرتا رہتا ہے اور اللہ کی آنکھیں بھی نہیں سوتی‘‘

---

(۱) سورۃ الانعام آیت: ۹۳۔

اللہ عظیم نے سچ فرمایا ہے﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ﴾ (۱) ”آپ اللہ کو ظالموں کے کرتوتوں سے غافل نہ سمجھئے وہ تو انہیں اس دن تک مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں پتھرا جائیں گی، وہ اپنے سروں کو اوپر اٹھائے تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے، ان کی پلکیں نیچے جھکی ہوں گی اور ان کے دل ہوا ہو رہے ہوں گے“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو ظلم کرتے ہیں وہ بہت جلد اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے۔

قارئین کرام!

ایک سمجھدار اور سوجھ بوجھ رکھنے والا مسلمان جب اللہ تعالی انہیں طاقت وقوت عطا فرماتا ہے تو وہ اللہ کو یاد کرتا ہے، جس طرح وہ کمزوری میں اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور کسی دوسرے کی اہانت ورسوائی نہیں کرتا اور کسی دوسرے کو حقیر جان کر اس پر ظلم نہیں کرتا کیوں کہ وہ جان رہا ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کمزوروں کی مدد کرنے والا ہے، ظالموں اور باغیوں کو ذلیل کرنے والا ہے، ایک سچا مومن اپنے رب سے ڈرتے ہوئے زندگی گذارتا ہے اور اسے کامل امید ہوتی ہے کہ اس کا بدلہ اس کے رب کے پاس ملنے والا ہے، اور وہ کسی بھی طرح کے ظلم کرنے سے ڈرتا ہے چاہے وہ ظلم چھوٹا ہو یا بڑا۔

اور ظلم کی کئی اقسام ہیں لیکن ان اقسام ظلم میں سے جو ظلم انتہائی سخت اور برا ہے، وہ ہے اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، فرمان الہی ہے﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ (۲)

---

(۱) سورۂ ابراہیم آیت: ۴۲، ۴۳۔ (۲) سورۂ لقمان آیت: ۱۳۔

''اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا، بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے''

قرآن کریم میں ایسی کئی آیات ہیں جن میں ظلم کو شرک کا مترادف قرار دیا گیا ہے، جیسے اللہ کا یہ فرمان

﴿وَالْكَافِرُوْنَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾ (۱)

''اور کافر ہی ظالم ہیں''

﴿وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيَاتِنَا اِلَّا الظَّالِمُوْنَ﴾ (۲)

''ہماری آیتوں کا منکر بجز ظالموں کے اور کوئی نہیں''

﴿ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيَاتِنَا اِلَّا الْكَافِرُوْنَ ﴾ (۳)

'' اور ہماری آیتوں کا انکار صرف کافر ہی کرتے ہیں''

ظلم کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے تجاوز کر جائے، چنانچہ فرمان الٰہی ہے

﴿وَمَن يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ (۴)

''جو شخص اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے اس نے یقیناً اپنے آپ پر ظلم کیا''

ظلم یہ بھی ہے کہ آدمی اللہ تعالی کے نازل کردہ حکم اور فیصلہ کو چھوڑ دے، فرمان الٰہی ہے ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ ﴾ (۵)

'' اور جو شخص اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق حکم نہ کرے، وہی لوگ ظالم ہیں''

---

(۱) سورہ البقرہ آیت:۲۵۴۔ (۲) سورۃ العنکبوت آیت:۴۹۔ (۳) سورۃ العنکبوت آیت:۴۷۔

(۴) سورۃ الطلاق آیت:۱۔ (۵) سورۃ المائدہ آیت: ۴۵۔

ظلم کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ حق والوں کا حق دینے میں ٹال مٹول کیا جائے جب کہ وہ حقوق ادا کرنے پر قادر ہو، اس سلسلہ میں ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا: (لی الواجد یحل عرضه وعقوبته) ''مالدار کا حق کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا اس کی بے عزتی اور سزا کو جائز کر دیتا ہے'' (۱)

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کی بے عزتی یہ ہے کہ اس سے برا بھلا کہا جائے اور سزا یہ ہے کہ اسے قید کر دیا جائے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے (لی الواجد ظلم) ''مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے''

ظلم کے اقسام میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالی کی مسجدوں پر زیادتی کی جائے، نمازیوں کو ڈرایا اور دھمکایا جائے اور عبادت کے لئے داخل ہونے والوں کو روکا جائے، اللہ جل شانہ کا فرمان ہے

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِي خَرَابِهَا اُولٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَدْخُلُوهَا اِلَّا خَائِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (۲)

''اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ تعالی کے ذکر کئے جانے کو روکے، اور ان کی بربادی کی کوشش کرے، ایسے لوگوں کو خوف کھاتے ہوئے اس میں جانا چاہئے، ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑے بڑے عذاب ہیں''

ظلم یہ بھی ہے شوہر اپنی بیوی کا حق مہر ادا نہ کرے اور نہ ہی اس کو روٹی کپڑا مہیا کرے۔

ظلم یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان اپنے کافر ومشرک گھر والوں اور رشتہ داروں سے موالات ودوستی رکھے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے، ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَاتَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاءَ اِنْ

(۱) صحیح بخاری کتاب الاستقراض باب مطل الغنی ظلم - (۲) سورۃ البقرہ آیت: ۱۱۴۔

اسۡتَحَبُّوا الۡكُفۡرَ عَلَى الۡاِيۡمَانِ، وَمَن يَّتَوَلَّهُمۡ مِنۡكُمۡ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴾ (۱)

''اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں، تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ پورا ظالم ہے''

ظلم یہ بھی ہے: کسی کام کے لئے مزدور رکھا جائے پھر اس کی اجرت ومزدوری نہ دی جائے۔

ظلم یہ بھی ہے: کہ یتیم اور لوگوں کا مال باطل اور جھوٹ طریقے سے کھایا جائے۔

قارئین کرام!

اسلام نے ظلم کو اس کی تمام شکلوں کے ساتھ حرام قرار دیا ہے، اور ظلم اور ظالموں کی سخت مذمت کی ہے، یہاں تک کہ ظالموں کی طرف جھک جانے اور ان کے ہاں میں ہاں ملانے یا ان کی تائید کرنے سے بھی منع فرمایا ہے، فرمان الٰہی ہے ﴿وَلَا تَرۡكَنُوۡا اِلَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَالَكُمۡ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ﴾ (۲)

''دیکھو ظالموں کی طرف ہرگز نہ جھکنا ورنہ تمہیں بھی دوزخ کی آگ لگ جائے گی، اور اللہ کے سوا اور تمہارا مددگار نہ کھڑا ہو سکے گا اور نہ تم مدد کئے جاؤ گے''

اس تعلق سے ایک روایت بیان کی جاتی ہے ایک نیک آدمی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ امام نے یہ آیت پڑھی تو وہ نیک آدمی رونے لگا، جب نماز ختم ہوگئی تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کوئی تکلیف لاحق ہوئی ہے، تو انہوں نے فرمایا کہ جب یہ وعید ظالموں کی طرف جھکنے اور مائل ہونے

---

(۱) سورۃ التوبۃ آیت: ۲۳۔

(۲) سورۂ ہود آیت: ۱۱۳۔

میں ہے تو پھر ظالموں کا کیا حشر ہوگا؟

ذیل کی آیت میں ظالموں کے لئے انتہائی سخت تحذیر اور دھمکی آئی ہوئی ہے اور اس میں مظلومین کے لئے حد درجہ تسلی واطمنان ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ﴾ (۱)

''آپ اللہ کو ظالموں کے کرتوتوں سے غافل نہ سمجھئے وہ تو انہیں اس دن تک مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں پتھرا جائیں گی، وہ اپنے سروں کو اوپر اٹھائے تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے، ان کی پلکیں نیچے جھکی ہوں گی اوران کے دل ہوا ہو رہے ہوں گے''

کوئی ظالم یہ نہ خیال کرے کہ وہ اللہ تعالی کے عذاب سے بچ جائے گا، اللہ تعالی مہلت دیتا ہے اہمال نہیں کرتا، وہ ظالم کومہلت اور چھوٹ دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس کو پکڑ لیتا ہے تو پھر وہ اس کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا۔

اللہ تعالی نے ظالموں کے لئے دنیا میں مختلف سزائیں تیار کر رکھی ہے، جیسے برکت کا مٹ جانا اور ختم ہو جانا اور گھروں کا برباد ہو جانا جیسا کہ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے﴿فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ (۲)

'' یہ ہیں ان کے مکانات جو ان کے ظلم کی وجہ سے اجڑے پڑے ہیں جو لوگ علم رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں بڑی نشانی ہے''

---

(۱) سورۂ ابراہیم آیت: ۴۲،۴۳۔ (۲) سورۃ النمل آیت: ۵۲۔

اللہ تعالی نے ظالم کے لئے یہ سزا بھی رکھی ہے کہ اس پر دوسرے ظالم کو مسلط کر دیتا ہے جو اس سے کہیں زیادہ طاقت وقوت والا ہوتا ہے، جیسا کہ کسی شاعر کا قول ہے:

فما من يد الا يد الله فوقها　　　　وما ظالم الا سيبلى بظالم

''اللہ تعالی کا ہاتھ تمام ہاتھوں سے اونچا ہوتا ہے　　اور ظالم ظالم ہی کے ذریعہ مبتلا کیا جاتا ہے''

اللہ تعالی ظالم کو اس طرح بھی سزا دیتا ہے کہ وہ ظالم کو دنیا میں زندہ رکھتا ہے اور وہ اپنے جی میں جان رہا ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل اس سے محبت نہیں کرتا ہے بلکہ اس پر لعنت کرتا ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے، ﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۱)

''(فی الواقع) اللہ تعالی ظالموں کو دوست نہیں رکھتا''

یہ ہے اللہ کی سزا ظالموں کے لئے دنیا میں، البتہ آخرت میں ظالم کی سزا دردناک عذاب، کھولتا ہوا پانی، ذلت ورسوائی اور لعنتیں ہیں، فرمان الٰہی ہے ﴿اِنَّـآ اَعْتَـدْنَـا لِـلـظّٰـلِـمِيْـنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَـا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَـاثُـوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهُ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَ تْ مُرْتَفَقًا﴾ (۲)

''ظالموں کے لئے ہم نے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گی، اگر وہ فریاد رسی چاہیں گے تو ان کی فریاد رسی اسی پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا جو چہرے کو بھون دے گا بڑا ہی برا پانی ہے اور بڑی بری آرام گاہ دوزخ ہے''

---

(۱) سورۃ الشوری آیت: ۴۰۔　　(۲) سورۂ کہف آیت: ۲۹۔

اللہ کا یہ بھی فرمان ہے ﴿يَوْمَ لَايَنْفَعُ الظَّالِمِيْنَ مَعْذِرَتَهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْءُ الدَّارِ﴾ (۱)
''جس دن ظالموں کو ان کی (عذر) معذرت کچھ نفع نہ دے گی، ان کے لئے لعنت ہی ہوگی اوران کے لئے برا گھر ہوگا''

نیز اللہ کا فرمان ہے﴿وَتَرَى الظَّالِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ، وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خَاشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ، وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ الْخَاسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اَلَا اِنَّ الظَّالِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ، وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ اَوْلِيَاءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ﴾ (۲)
'اور تو دیکھے گا کہ ظالم عذاب کو دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے کہ کیا واپس جانے کی کوئی راہ ہے، اور تو انہیں دیکھے گا کہ وہ (جہنم کے) سامنے لا کھڑے کئے جائیں گے مارے ذلت کے کبڑے ہوئے جاتے ہوں گے، اور کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوئے ہوں گے، ایمان دار صاف کہیں گے کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جنہوں نے آج قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان میں ڈال دیا، یاد رکھو کہ یقیناً ظالم لوگ دائمی عذاب میں ہیں''

بیان کیا جاتا ہے کہ طاؤس یمانی اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے پاس گئے، اور ان سے کہا اذان کے دن سے اللہ سے ڈرو، تو ہشام بن عبدالملک نے کہا اذان کا دن کیا ہے؟ طاؤس یمانی نے کہا اللہ نے فرمایا ہے ﴿فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾ (۳)

---

(۱) سورۂ غافر ۵۲۔ (۲) سورۃ الشوریٰ آیت: ۴۴۔۴۶۔

(۳) سورۃ الاعراف آیت: ۴۴۔

’’پھر ایک پکارنے والا دونوں کے درمیان میں پکارے گا کہ اللہ کی مار ہو ان ظالموں پر‘‘

[یہ سن کر] ہشام بن عبدالملک پر بیہوشی طاری ہوگئی، تو طاؤس یمانی نے کہا یہ تو ظالم کی مذمت بیان ہوئی ہے جب ظالم کو اس کے ظلم کی سزا دیتے ہوئے دکھایا جائے گا تو پھر کیا ہوگا۔

قارئین بھائیو اور بہنو! ظالم کو اپنے ظلم سے باز رہنے کے لئے اللہ کا یہ فرمان سن لینا ہی کافی ہے

﴿وَمَن يَّظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا﴾ (۱)

’’تم میں سے جس جس نے ظلم کیا ہے ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے‘‘

---

(۱) سورۃ الفرقان آیت: ۱۹۔

بھولی بھالی پاکدامن ایمان والی عورتوں پر بدکاری کی جھوٹی تہمت لگانے والا ملعون ہے

ایماندار بھولی بھالی پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا انتہائی سخت گناہ ہے اور ایسے گناہ کا مرتکب لعنت اور دردناک عذاب الٰہی کا مستحق ہے، فرمان الٰہی ہے﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ، یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ (۱)

”جولوگ پاکدامن بھولی بھالی ایمان دار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اوران کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے، جس روز ان کی زبانیں اوران کے ہاتھ اوران کے پاؤں ان کے کاموں کی گواہی دیں گے“

مسلمان بھائیو اور بہنو! ان آیات میں اللہ تبارک وتعالی نے ان لوگوں کو جو پاکدامن اور ایماندار عورتوں پر بدکاری کی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں دھمکی دی ہے کہ ایسے لوگ دنیا اور آخرت میں ملعون، یعنی اللہ کی رحمت سے دور ہیں اوران کے لئے سخت عذاب ہے۔

یعنی کہ جولوگ مسلمان پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں اوران کی عزت وشرافت پر طعن وتشنیع کریں، ان کے بارے میں اللہ نے ﴿لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ فرمایا ہے یعنی ایسے لوگ دنیا اور آخرت میں اللہ کی رحمت سے دور ہیں۔

---

(۱) سورۃ النور آیت: ۲۴۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ لعنت نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی بیویوں پر تہمت لگانے والوں کے لئے ہے، کہ ان کی توبہ بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہے۔

البتہ جو پاکدامن ایماندار عورتوں پر تہمت لگائے اللہ نے ان کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ ''جولوگ پاکدامن بھولی بھالی ایمان دار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں''یعنی منافقین نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی بیویوں پر تہمت لگائی تو اللہ تعالی نے انہیں اپنی لعنت کا مستحق ٹھہرایا اور وہ اللہ تعالی کی غضب اور ناراضگی کے مستحق ٹھہرے۔

اس کے بعد سورۂ نور ہی کی یہ آیت اتری ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً ، وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (۱)

''جولوگ پاکدامن عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں ، پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان مفسدوں کو ۸۰ اسی درے لگاؤ، اور آئندہ کبھی بھی ان کی شہادت قبول نہ کرو کیوں کہ یہ لوگ بدکار ہیں''

تو اللہ تعالی نے کوڑے لگانے اور توبہ کا حکم نازل کیا، اس لئے ان کی توبہ قبول کی جائے گی اور شہادت وگواہی مسترد ہوگی، انتھی کلامہ۔

اللہ کی لعنت اور ناراضگی کے ساتھ ساتھ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے والوں کے لئے عذاب عظیم ہے، جس عذاب الیم کی ہولناکی وخوفناکی اور سختی بیان نہیں کی جاسکتی کیوں کہ انہوں نے بڑے جھوٹ اور گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔

---

(۱) سورۃ النور آیت: ۴۔۵

اور یہ عذاب اس دن ہوگا جس دن ﴿يَوۡمَ تَشۡهَدُ عَلَيۡهِمۡ اَلۡسِنَتُهُمۡ وَاَيۡدِيۡهِمۡ وَاَرۡجُلُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ﴾ (۱)

''جس دن ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے'' یعنی اس دن پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے والوں کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء اس کی زبان اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اس کے خلاف گواہی دیں گے یہ سزا ہوگی ان لوگوں کی جو ایماندار اور پرہیزگار خاتون پر تہمت لگایا کرتے تھے۔

قارئین کرام! کسی کی عزت و ناموس پر غلط الزام لگانا معمولی بات نہیں بلکہ سنگین جرم اور لائق سزا گناہ ہے اس لئے کسی عفیفہ عورت یا پاکباز مرد پر تہمت کو معمولی خیال کر کے نظر انداز نہیں کیا جائے بلکہ بہتان طرازی کرنے والوں کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے چار گواہ پیش کرے اور اگر وہ چار عینی گواہ پیش نہ کر سکے تو اسلامی عدالت اسے اسی درے مارے جانے کی سزا دے گی تا کہ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو اور عام لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ کسی مسلمان مرد و عورت پر جھوٹی تہمت لگانا کس قدر مہلک اور اور لائق سزا گناہ ہے، اس کا اندازہ اس حدیث سے لگایئے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اجتنبوا السبع الموبقات الشرك بالله ،السحر وقتل النفس التى حرم الله الا بالحق واكل الربا واكل مال اليتيم والتولى يوم الزحف وقذف المحصنات المومنات الغافلات) (۲)

---

(۱) سورۂ نور آیت: ۲۴۔

(۲) صحیح مسلم کتاب الایمان باب الکبائر واکبرھا حدیث: ۲۶۲-

’’کہ سات ہلاکت انگیز چیزوں سے پرہیز کرو، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسی ہیں: فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس کا قتل کرنا جائز نہ ہو اس کو ناحق مار ڈالنا، سود کھانا، یتیم کا مال ہڑپ کرنا، جہاد کے دن پیٹھ پھیرنا، اور بھولی بھالی پاکدامن ایمان والی عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا‘‘

اللہ تعالی نے تہمت لگانے والوں پر اسی کوڑے کی سزا کا حکم فرمایا، اور یہ کہ اس کی گواہی کبھی بھی قابل قبول نہیں ہوگی، اللہ کے نزدیک اس کا نام فاسقوں کی فہرست میں درج ہوگا، تہمت لگانے والا زبردست عذاب کا مستحق ہوگا۔

تہمت اور الزام لگانے کا انجام بہت برا ہے، یہی وجہ کہ آپ نے بڑی شدت سے اس سے بچنے کی تلقین کی ہے یہ آیت عام ہے اگر کسی مرد نے کسی پاکدامن عورت پر یا کسی عورت نے کسی پاکدامن مرد پر یا کسی مرد نے دوسرے مرد پر لواطت کی تہمت لگائی اور اپنے دعوے پر چار گواہ پیش نہیں کئے تو اس جھوٹے دعوے دار کو اسی درے ماری جائیں گے یہ مادی سزا ہے اس کے لئے، اور رہی معنوی سزا تو وہ یہ ہوگی کہ اس کی گواہی مردود ہوگی اور ریکارڈ میں اس کا نام فاسق درج ہوگا۔

آج کل بڑی آسانی سے لوگ ایک دوسرے پر بدکاری کی جھوٹی تہمت لگادیتے ہیں اور یہ ہمارے معاشرہ میں عام ہے، اگر لوگ جھوٹی تہمت لگانے کا انجام جان لیں تو اس برائی کی جسارت نہ کریں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی زبان وقلم کے ذریعہ جھوٹی تہمت لگانے کی شناعت وقباحت بیان کریں۔

اللہ تعالی ہم سب کو اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما التوفيق الا من عند الله العزيز الوهاب۔

کافر ملعون ہے

جن لوگوں کی حالت کفر میں موت ہوگئی اس پر اللہ کی لعنت ہے، فرمان باری تعالی ہے، ﴿اِنَّ اللّٰـهَ

لَعَنَ الْكَافِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ،خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا لَّا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا﴾ (۱)

''اللہ تعالی نے کافروں پر لعنت کی ہے اوران کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کررکھی ہے، جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، وہ کوئی حامی اور مددگار نہیں پائیں گے''

کفر ایمان کا نقیض اور ضد ہے، اور کفر کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی چیز کے انکار کرنے کو، جب کہ شریعت ہمارے پاس یقینی اور قطعی طور پر متواتر طریقے سے پہنچی ہے، تو جس نے آپ ﷺ کی لائی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا انکار کیا تو اسے کافر کہا جائے گا۔

اور کفر کی تین قسمیں ہیں: کفر اعتقادی۔ کفر قولی۔ اور کفر عملی۔

کفر اعتقادی: جیسے اللہ خالق ومالک کا انکار کرنا یا اللہ کے لئے بیوی بنانا یا اللہ کو کسی کا باپ قرار دینا جیسا نصاری کیا کرتے تھے یا رسولوں کو جھٹلانا یا مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا اور جنت وجہنم وغیرہ کا انکار کرنا۔

کفر قولی: ایسی بات کہنا جس میں کفریہ عقیدہ کا اعتراف واقرار موجود ہو یا دین اسلام کے عقائد واحکام کا مذاق اڑانا ہو یا دین اسلام پر طنز وتعریض کرنا ہو۔

کفر عملی: بظاہر کوئی ایسا کام کرنا جو کفریہ عقیدہ پر دلیل ہو جیسے قرآن شریف پھاڑنا یا گلے میں صلیب لٹکانا تعظیم اور اچھا سمجھنے کی حیثیت سے۔

(۱) سورۃ الاحزاب آیت: ٦٤-٦٥۔

جس نے ان تین قسموں میں سے کسی ایک قسم کا ارتکاب کیا، ہم اس پر کفر کا حکم لگائیں گے گر چہ اس نے اپنے اسلام کا اعلان نہ کیا ہو، اور اگر وہ مسلمان ہو کر ایسا کرے تو وہ مرتد ہوگا اور اس پر مرتدین کے احکام نافذ ہوں گے اور مرتدین پر اللہ تعالی فرشتوں اور تمام اہل ایمان کی لعنت ہے، فرمان الٰہی ہے (كَيُفَ يَهُدِى اللّٰهُ قَوُمًا كَفَرُوُا بَعُدَ اِيُمَانِهِمُ وَشَهِدُوُا اَنَّ الرَّسُوُلَ حَقٌّ وَجَاءَ هُمُ الُبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَايَهُدِى الُقَوُمَ الظّٰلِمِيُنَ ، اُولٰئِكَ جَزَاءُ هُمُ اَنَّ عَلَيُهِمُ لَعُنَةَ اللّٰهِ وَالُمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجُمَعِيُنَ) (۱)

”کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی ان لوگوں کو ہدایت بخشے جنہوں نے نعمت ایمان پالینے کے بعد پھر کفر اختیار کیا حالانکہ وہ خود اس بات پر گواہی دے چکے ہیں کہ یہ رسول حق پر ہے اور ان کے پاس روشن نشانیاں بھی آ چکی ہیں اللہ تعالی ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا ان کے ظلم کا بدلہ یہی ہے کہ ان پر اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے“

قارئین بھائیو!

کافر لعنت اور اللہ کی رحمت سے دوری کے سزاوار ٹھہرے کیوں کہ وہ سبھی اللہ کی آیات سے اندھے ہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے ﴿صُمٌّ بُكُمٌ عُمُىٌ فَهُمُ لَا يَرُجِعُوُنَ﴾ ”بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں وہ نہیں پلٹیں گے“ (۲)

کافر و مشرک جن آیات سے اندھے ہیں وہ آسمان و زمین کی پیدائش اور خود ان کی اپنی تخلیق ہے جیسا

(۱) سورۂ آل عمران آیت: ۸۶۔۸۷۔

(۲) سورۂ بقرہ آیت: ۱۸۔

کہ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے ﴿اَوَلَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا، وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ﴾ (۱)

"کیا کافرلوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے جلے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا، کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے"

نیز اللہ کا یہ فرمان ﴿کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ ، وَکُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡیَاکُمۡ، ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ، ثُمَّ اِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ﴾ (۲)

"تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو؟ حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر تمہیں مار ڈالے گا، پھر زندہ کرے گا، پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے"

تو اہل کفر اللہ کی لعنت اور اس کی رحمت سے بعد اور دوری کے سزاوار ہوئے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا جیسا کہ اللہ تعالی نے ان کے بارے میں فرمایا ﴿اِنۡ کُلٌّ اِلَّا کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ﴾ (۳)

"ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے رسولوں کی تکذیب نہ کی ہو پس میری سزا ان پر ثابت ہوگئی"

اہل کفر اللہ کی لعنت اور اس کی ناراضگی کے اس لئے بھی مستحق ٹھہرے کہ انہوں نے اللہ کے پیغمبروں کو اذیت دی اور ان کو ان کی سرزمین سے نکالنے کی دھمکی دی، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِرُسُلِهِمۡ لَنُخۡرِجَنَّکُمۡ مِّنۡ اَرۡضِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِیۡ مِلَّتِنَا فَاَوۡحٰۤی اِلَیۡهِمۡ رَبُّهُمۡ لَنُهۡلِکَنَّ الظّٰلِمِیۡنَ﴾ (۴)

---

(۱) سورۂ انبیاء: ۳۰۔ (۲) سورۂ بقرہ آیت: ۲۸۔ (۳) سورۂ ص آیت: ۱۴۔ (۴) سورت ابراہیم آیت: ۱۳۔

’’کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تمہیں ملک بدر کردیں گے یا تم پھر سے ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ تو ان کے پروردگار نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ان ظالموں کو ہی غارت کردیں گے‘‘ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنتیں کافروں پر پڑتی ہیں کیوں کہ یہ اللہ رب العالمین کی اطاعت سے خروج کرنے والے ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰئِكَ عَلَیْھِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ، خَالِدِیْنَ فِیْھَا لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَاھُمْ یُنْظَرُوْنَ﴾ (۱)

’’یقیناً جو کفار اپنے کفر کی حالت میں ہی مرجائیں، ان پر اللہ تعالی کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں ڈھیل دی جائے گی‘‘ اس سے معلوم ہوا کہ جن کی بابت یقینی علم ہے کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے ان پر لعنت جائز ہے، یہ دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے جس عذاب کی شدت ان سے کم نہیں کی جائے گی اور نہ عذاب کو دیکھ کر حسرت وندامت انہیں کوئی فائدہ دے گی، فرمان باری تعالی ہے ﴿وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَھُمْ نَارُ جَھَنَّمَ لَا یُقْضٰی عَلَیْھِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْھُمْ مِنْ عَذَابِھَا کَذٰلِكَ نَجْزِیْ کُلَّ کَفُوْرٍ، وَھُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْھَا رَبَّنَا اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْکُمْ مَا یَتَذَکَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَکَّرَ وَجَاءَکُمُ النَّذِیْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ نَصِیْرٍ﴾ (۲)

’’اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضا ہی آئے گی کہ مر ہی جائیں،

---

(۱) سورت البقرہ آیت: ۱۶۱۔۱۶۲۔ (۲) سورۂ فاطر آیت: ۳۶۔۳۷۔

اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر کافر کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں، اور وہ لوگ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو نکال لے ہم اچھے کام کریں گے برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے [اللہ کہے گا] کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا سو مزا چکھو کہ [ایسے] ظالموں کا کوئی مددگار نہیں''

عہد الٰہی کو توڑنے والا، قطع رحمی کرنے والا اور زمین میں فتنہ وفساد برپا کرنے والا ملعون ہے

فرمان الٰہی ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْءُ الدَّارِ﴾ (۱)

''اور جو اللہ کے عہد کو اس کی مضبوطی کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جن چیزوں کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں، اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کے لئے لعنتیں ہیں اور ان کے لئے برا گھر ہے''

اللہ تبارک وتعالی نے اس آیت کریمہ میں ہمیں یہ بتلایا ہے کہ جو لوگ اللہ کے عہد کو اس کی مضبوطی کے بعد توڑ دیتے ہیں وہ ملعون ہیں۔

عہد سے مراد ایک وہ عہد اور وعدہ ہے جو انسان ایک دوسرے کے ساتھ کرتا ہے جسے قول وقرار کہا جاتا ہے ان کا پورا کرنا بھی ضروری ہے اس لئے کہ عہد کو پورا نہ کرنا منافق کی علامات میں سے ہے، دوسرا

(۱) سورۂ رعد آیت: ۲۵۔

عہد وہ ہے جو انسانوں نے اللہ کے ساتھ کیا ہوا ہے اور وہ ہے اس کی ربوبیت والوہیت کا عہد واقرار کہ یا اللہ! رب بھی تو ہی ہے اور الہ [معبود] بھی تو ہے، تیرے سوا کوئی رب ہے نہ تیرے سوا کوئی معبود اور حاجت روا، یہ عہد الست کہلاتا ہے، اس عہد کی رو سے انسان اس بات کا پابند ہے کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرے اور اسی کی اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرے نہ اس کی عبادت میں کسی کو شریک کرے اور نہ اس کی اطاعت میں۔

اور اسی آیت میں آگے فرمایا ﴿ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَنْ يُّوصَلَ ﴾ یہ ان رشتوں کو توڑتے ہیں جن کو اللہ تعالی نے جوڑنے کا حکم دیا ہے، اور ﴿ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ﴾ "اور زمین میں فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں" ان کاموں کے کرنے بعد وہ کس چیز کے حقدار ہو سکتے ہیں؟ لعنت اور جہنم کے ہی حقدار تو ہو سکتے ہیں، اسی لئے فرمایا ﴿ أُولٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴾ "ان کے لئے لعنتیں ہیں اور ان کے لئے برا گھر ہے"

قارئین کرام! اہل ایمان کی خوبیوں میں سے ہے کہ وہ عہد اور وعدہ کی پاسداری کرے چاہے وہ عہد بندہ اور اس کے رب کے درمیان ہو یا آدمی اور اس کے بھائی کے درمیان ہو۔

عوف بن نعمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے کھڑے ہو کر پیاسا مرجانا محبوب ہے اس بات سے کہ میں وعدہ خلافی کرنے والا بنوں۔

اللہ رب العالمین نے ہمیں عہد اور وعدہ کی پاسداری کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴾ (سورۃ النحل آیت:۹۱)

’’اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول وقرار کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، حالانکہ تم اللہ کو اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو بخوبی جان رہا ہے‘‘

عہد کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے رسوائی اور عذاب ہی کافی ہے، اللہ تعالی نے اس کی مذمت کی ہے اور دنیا اور آخرت میں اس کی قباحت کو بیان کیا ہے، فرمان باری تعالی ہے ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (۱)

’’بیشک جو لوگ اللہ تعالی کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں، ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ تعالی نہ تو ان سے بات چیت کرے گا نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے‘‘

اس طرح جو بھی اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو توڑے گا وہ ملعون اور اللہ کی رحمت اور جنت سے دھتکارا ہوا ہوگا۔

دوسری چیز ہے صلہ رحمی، جس کی اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں رغبت دلائی ہے۔

اور اللہ تعالی نے رشتہ توڑنے والے کو ملعون اور رشتہ جوڑنے والے کو محبوب قرار دیا ہے، یہی نہیں بلکہ صلہ رحمی کو اس کے لئے اس کی رزق میں کشادگی اور عمر میں اضافہ کا باعث قرار دیا ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (من احب ان یبسط له فی رزقه ، وینسا له فی اثره ، فلیصل رحمه) ’’جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے

---

(۱) سورۃ آل عمران آیت: ۷۷۔

رزق میں برکت اوراس کی عمر میں اضافہ ہوتو اسے صلہ رحمی کرنا چاہئے'' (۱)

قارئین کرام! انسان کے قرابتدار ورشتہ دار اور اہل ہی اس کا رحم ہے، جن کے کچھ حقوق انسان پر ہیں:

ہر حال میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کیا جائے، اور ہر وقت ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ان کی غلطیوں سے چشم پوشی کی جائے ان کی برائیوں کو معاف کیا جائے اور ان کی لغزشوں کو فراموش کر دیا جائے، ان کے لئے خیر و بھلائی کی آرزو رکھا جائے اور جب مصیبت میں وہ مبتلا ہوں تو ان کے لئے دعا کی جائے۔

جب ایک مسلمان مرد اور عورت رشتہ داروں کے ان حقوق کو بجالائیں تو اسے خوش ہوجانا چاہئے کہ اللہ اس کے ساتھ اپنی وسیع رحمتوں کے ساتھ ملے گا، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (الرحم معلقة بالعرش تقول: من وصلني وصله الله، ومن قطعني قطعه الله) '' رحم [رشتہ داری] عرش کے ساتھ وابستہ ہے وہ اعلان کرتی ہے جو مجھے ملائے گا اسے اللہ تعالی ملائے گا اور جو مجھے توڑے گا اللہ تعالی اسے قطع تعلق کرے گا'' (۲)

اور جب آدمی ان حقوق کو پورا نہ کرے اور اپنا رشتہ توڑ لے تو اسے پھر اللہ کے غضب اور اس کی لعنت سے ڈرنا چاہئے، کیوں کہ اللہ تعالی نے انسان کو اس امر کا پابند کیا ہے کہ وہ رحم کے رشتہ کو برقرار رکھے

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الادب باب من بسط له فی الرزق لصلة الرحم، صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب صلة الرحم وتحریم قطیعتها- (۲) صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب صلة الرحم وتحریم قطیعتها-

اور قطع رحمی سے اجتناب کرے، کیوں کہ قطع رحمی باعث لعنت ہے، ارشاد باری تعالی ہے (فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ) (۱)

''تم لوگوں سے کیا بعید ہے کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو زمین پر فساد کرنے لگو اور قطع رحمی کا ارتکاب کرنے لگو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی نے لعنت کی ہے انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے''

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ (لایدخل الجنة قاطع رحم) ''قطع رحمی کرنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا'' (۲)

تیسری چیز ہے زمین میں فساد پھیلانا: یہ بھی لعنتی لوگوں کی صفات میں سے ایک صفت ہے، مفسد فی الارض کے لئے اللہ کا یہ فرمان سننا ہی کافی ہے، ﴿اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِی الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (۳)

''ان کی سزا جو اللہ تعالی سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھیریں یہی ہے کہ کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے''

---

(۱) سورۂ محمد آیت: ۲۳۔ (۲) صحیح بخاری کتاب الادب باب اثم القاطع ۔ (۳) سورۃ المائدہ آیت: ۳۳۔

غیراللہ کے نام پر ذبح کرنے والا ملعون ہے

(عـن ابـی الـطـفیل قال: سئل علی رضی الله عنه: هل خصكم رسول الله بشئی فقال : مـاخـصـنـا رسول الله ﷺ بشئی لم يعم به الناس الا مافی قراب سيفی فاخرج صحيفة فيهـا: لـعـن الـلـه مـن ذبـح لـغيـر الله ،ولعن الله من غير منار الارض، ولعن الله من لعن والديه، ولعن الله من آوی محدثا)

''حضرت طفیل بن عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کسی بات سے خاص کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے ہم سے کوئی خاص بات نہیں فرمائی، جو سب لوگوں سے نہ فرمایا ہو البتہ چند باتیں ہیں جو میری تلوار کے غلاف میں ہیں، پھر انہوں نے ایک کاغذ نکالا جس میں لکھا تھا، اللہ تعالی نے لعنت کی ہے اس پر جو جانور کو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے ذبح کرے، اور اللہ تعالی کی لعنت ہو اس پر جو زمین کے نشانات تبدیل کرے، اور اللہ تعالی کی لعنت ہو اس پر جو اپنے والدین پر لعنت بھیجے، اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو کسی بدعتی کو پناہ دے'' (۱)

یہ حدیث نبوی چار چیزوں پر مشتمل ہے، اس میں سب سے پہلی چیز ہے **غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا:** اور غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے کا معنی یہ ہے کہ آدمی اللہ کے سوا کسی اور کا نام لے کر جانور ذبح کرے، جیسے بتوں، صلیب یا موسی یا عیسی یا فوت شدہ بزرگوں کے نام پر ذبح کرے یہ سب حرام ہے، اور یہ ذبیحہ حلال نہیں خواہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو عیسائی ہو یا یہودی ہو؟ امام شافعی رحمہ اللہ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب تحریم الذبح لغیر الله تعالی-

نے اس کی صراحت وضاحت کی ہے۔

اگر ذبح کرنے والے کا مقصد ذبح سے غیر اللہ کی تعظیم اور اس کی عبادت بجالانا ہو تو یہ کفر ہوگا، جب کہ ایک مسلمان اللہ تعالی ہی کے لئے ذبح کرتا ہے اور ذبح سے اس کی نیت اللہ تعالی کی تعظیم اور عبادت ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ ''پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر'' (سورۂ کوثر آیت:۲) مفہوم یہ ہے کہ لوگ تو غیر اللہ کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور غیر اللہ کے لئے قربانی کرتے ہیں آپ کی نماز اور قربانی صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ہونی چاہئے۔

قارئین بھائیو اور بہنو! جس نے اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا تو وہ اللہ کی لعنت اور غضب کا شکار ہوا اور اپنے آپ کو اللہ کی ناراضگی اور اس کی سزا کا مستحق ٹھہرایا، اس لئے ساتھیو اس معاملہ کو سمجھیں اور دوسروں کو نصیحت کریں کہ وہ بھی اس کام کے ارتکاب سے گریز کریں۔

زمین کی علامات ونشانیوں کو بدل دینے والا ملعون ہے

دوسری چیز زمین کی حدوں اور نشانیوں کو بدلنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: (لعن اللہ من غیر منار الارض) " اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو زمین کی حدوں اور علامتوں کو بدل دے'' اس حدیث میں منار کا لفظ آیا ہوا ہے، منار یہ منارۃ کی جمع ہے اور یہ دو آدمیوں کی زمین کے درمیان جو علامات ونشانیاں ہوتی ہیں اس کو کہتے ہیں، اور اس کو بدلنے کا مقصد یہ ہوتا ہے اپنے پڑوسی کی زمین کا کچھ حصہ اپنی زمین میں ملا لیا جائے، ایسی صورت میں اس کو غاصب کہا جائے گا کیوں کہ اس نے دوسرے کی زمین پر ناجائز قبضہ کی۔

یہ بھی کہا گیا ہے سڑکوں اور راستوں پر نصب کئے گئے علامات ونشانیوں کو بدل دینا تا کہ لوگ اپنی منزل مقصود سے بھٹک کر پریشان ہواور اس طرح ان کو اپنی منزل تک پہنچنے دینے سے روکدیا جائے۔ منار جھنڈے کو بھی کہتے ہیں اور دو زمینوں کے درمیان حد بندی کو بھی کہتے ہیں۔

اللہ تعالی نے اس زمین کو رہنے سہنے کے لئے بنایا ہے فرمان باری تعالی ہے ﴿اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا﴾ (۱)

''وہی اللہ تعالی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا ہے''

کچھ لوگوں کو زمین کے مالکانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں مالکانہ حقوق ظاہر کرنے کے لئے زمین کی حد بندی کر دیتے ہیں لیکن دبنگ قسم کے لوگ ان حد بندیوں کو برقرار نہیں رہنے دیتے بلکہ انہیں تبدیل کر دیتے ہیں اور دوسروں کی حد بندیوں پر اپنی حد بندیاں کر لیتے ہیں ایسے لوگ اللہ کے یہاں لعنتی ہیں، کیوں کہ انہوں نے دوسروں کی زمین پر ناجائز اور غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہوتا ہے، نیز ایسے لوگ اس وعید کے بھی مستحق ہیں، فرمان نبوی ﷺ ہے (من اخذ من الارض شیئا بغیر حقه خسف به الی سبع اراضین) ''جس شخص نے ناحق تھوڑی سی زمین کسی کی بھی ہتھیالی تو قیامت کے روز اسے سات طبق زمینوں مین دھنسایا جائے گا'' (۲)

مذکورہ صفات کے لوگ اللہ کے غضب ولعنت کے مستحق ہیں اور آخرت میں کھلم کھلا نقصان اٹھانے والوں میں سے ہیں۔

---

(۱) سورہ بقرہ آیت:۲۲۔

(۲) صحیح بخاری کتاب المظالم باب اثم من اخذ شیئا من الارض حدیث:۲۴۵۴۔

ماں باپ کولعن وطعن کرنے والا ملعون ہے

فرمان نبوی ﷺ ہے(لعن الله من لعن والديه) ''اللہ تعالی اس آدمی پر لعنت کرے جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے'' (۱)

مطلب یہ ہے کہ جس نے کسی کے ماں باپ کولعن وطعن کیا تو گویا اس نے اپنے ماں باپ کولعن وطعن کیا اس طرح وہ اپنے ماں باپ کے لعن وطعن کا سبب بنا، جیسے کوئی آدمی کسی کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے اس طرح وہ اپنے ماں باپ کو گالی دینے کا سبب بنتا ہے۔ والدین پر لعنت کرنے کا مطلب انہیں سخت وسست اور گالی دینا نیز ڈانٹنا اور ڈپٹنا ہے، ماں باپ کی کوئی بات اگرنا گوار گذرے تو ان کے سامنے ہوں کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے چہ جائیکہ انہیں برا بھلا کہا جائے، شریعت اسلامیہ نے ان کا غایت درجہ احترام کرنے کا حکم دیا ہے ان کی خدمت کرنے کی تاکید کی ہے حتی کہ ایسا کوئی کام نہ کرنے کی تلقین بھی کی ہے جس کی وجہ سے کوئی اس کے ماں باپ کو گالی دے، ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(من الكبائر شتم الرجل والديه) ''آدمی کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے'' تو صحابہ کرام نے پوچھا(هل يشتم الرجل والديه) کیا آدمی اپنے ماں باپ کو گالی بھی دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، اور اس کی صورت یہ ہے (يسب ابا الرجل فيسب اباه ويسب امه فيسب امه) ''انسان کسی آدمی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے'' (۲)

---

(۱) صحيح مسلم الاضاحى باب تحريم الذبح لغير الله حديث : ۱۹۷۸-

(۲) صحيح مسلم كتاب الايمان باب الكبائر واكبرها حديث : ۹۰-

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہ ہمیں اپنے ماں باپ کو برا بھلا کہنا چاہیئے اور نہ ہی کسی کے ماں باپ کی شان میں کوئی ایسا لفظ کہنا چاہیئے کہ جس سے وہ ہمارے والدین کو برا بھلا کہنا شروع کر دے۔

معزز ناظرین! اللہ تعالی نے ہمیں اپنے والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ نیکی کا حکم دیا ہے، چنانچہ فرمان باری تعالی ہے۔ ﴿وَقَضٰی رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا﴾ (۱)

''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا اور عاجزی ومحبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رہنا، اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے''

بلکہ اللہ تعالی نے ایک دوسرے مقام پر اپنا شکر بجالانے کو ماں باپ کے شکر کے ساتھ جوڑ رکھا ہے فرمان الٰہی ہے ﴿اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ﴾ (۲)

''کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے''

---

(۱) سورۃ لاسراء آیت: ۲۳۔۲۴۔

(۲) سورۂ لقمان آیت: ۱۴۔

حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تین آیتیں تین چیزوں کے ساتھ مل کر نازل ہوئی ہیں ان میں سے کوئی اپنے قرینے سے ملے بغیر مقبول نہیں۔

ان میں سے ایک آیت اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے ﴿ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (۱)

''اور تم اللہ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو''

جس نے اللہ کی اطاعت کی اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ کی تو اس کی اطاعت الٰہی بھی مقبول نہیں۔

دوسری آیت: ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلَاۃَ وَآتُوا الزَّکَاۃَ ﴾ (۲)

''اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوۃ دو''

جس نے نماز پڑھی اور زکاۃ نہ دی تو اس کی نماز بھی مقبول نہیں۔

تیسری آیت: ﴿ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ﴾ (۳)

''کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے''

جس نے اللہ کا شکر تو ادا کیا لیکن اپنے والدین کا شکر ادا نہیں کیا تو اس کا اللہ کا شکر بجالانا بھی مقبول نہیں۔

---

(۱) سورۂ مائدہ آیت: ۹۲۔

(۲) سورۂ بقرہ آیت: ۴۳۔

(۳) سورۂ لقمان آیت: ۱۴۔

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ جو بندہ اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کو راضی اور خوش کرے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (رضی الرب فی رضی الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد) (۱)

''رب کی رضا ماں باپ کی رضا میں ہے اور رب کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں ہے''

یعنی اگر آپ رب کو راضی کرنا چاہتے ہیں تو ماں باپ کو راضی اور خوش کر لیجئے ، اگر ماں باپ راضی ہو گئے تو رب بھی راضی ہو جائے گا ،بصورت دیگر اگر والدین کو ناراض کر دیا تو رب بھی ناراض ہو جائے گا۔

معلوم ہوا کہ ماں باپ کی اطاعت رضائے الٰہی کا باعث ہے اور ان کی نافرمانی رب کی ناراضگی اور لعنت کا باعث ہے۔

نیچے سلف صالحین رحمہم اللہ کے اقوال درج کئے جاتے ہیں جن سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (بر الوالدین کفارة للکبائر) ''کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے''

اور کعب احبار رحمہ اللہ کا بیان ہے: بیشک اللہ تعالی اس بندے کو فوری ہلاک کر دیتا ہے جو اپنے ماں باپ کا نافرمان ہوتا ہے، اور اللہ اس آدمی کے عمر میں اضافہ فرماتا ہے جو اپنے والدین کے ساتھ نیک

---

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث صحیح ہے، دیکھئے صحیح الجامع للالبانیؒ حدیث: ۳۵۰۷۔

اورفرمانبردار ہوتا ہے،اوران دونوں کے ساتھ نیکی کرنا یہ ہے کہ جب وہ دونوں ضرورتمند ہوں تو ان پر خرچ کیا جائے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا یہ ہے: جن کاموں کے بجالانے کا حکم تمہارے والدین تم کو دے تم ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرو بشرطیکہ ان کاموں سے اللہ کی معصیت ونافرمانی نہ ہورہی ہو، اوران کی نافرمانی یہ ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے اور خیر وبھلائی سے ان کو محروم کردیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک آدمی کو ایک آدمی کے پیچھے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ کون ہے؟ اس آدمی نے کہا یہ میرا باپ ہے، حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ انہیں ان کے نام سے نہ بلاؤ، ان سے پہلے نہ بیٹھو، ان کے آگے نہ چلو۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف وحی کی کہ اے موسی اپنے والدین کی توقیر وعزت کرو اس لئے کہ جس نے اپنے والدین کی توقیر وعزت کی اس کی عمر میں اضافہ ہوگیا اور اللہ تعالی اسے ایک ایسا بیٹا دے گا جو اس کی توقیر وعزت کرے گا اور جو اپنے والدین کی نافرمانی کرے گا اس کی عمر میں کمی ہوجائے گی اور اللہ تعالی اسے ایسا بیٹا عطا کرے گا جو اس کی نافرمانی کرے گا۔

اور ابن محیریز کا بیان ہے: جو اپنے باپ کے آگے آگے چلا تو اس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی الا یہ کہ آگے چلنے کا مقصد راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہو۔

بدعتی یا مجرم کو پناہ دینے والا ملعون ہے

کسی بدعتی یا مجرم کو پناہ دینا ایک مسلمان کے لئے لعنت کا باعث ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے (لعن اللہ من آوی محدثا) (۱)

''اللہ کی لعنت ہو جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی'' علامہ بن اثیر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث میں وارد لفظ (محدثا) کو دال کے زبر اور زیر دونوں طریقوں سے پڑھا گیا ہے، دال کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا، اللہ کی لعنت ہو جس نے کسی مجرم کی مدد کی، یا اسے ٹھکانہ فراہم کیا اور اسے اپنے حریف سے پناہ دی اور اس سے قصاص لینے کی راہ میں رکاوٹ بن گیا۔

اور اگر دال کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے گا تو مفہوم ہوگا اللہ کی لعنت ہو جو کسی بدعتی کو پناہ دے، اور دین اسلام میں کوئی نئی بات نکالنے کو بدعت کہتے ہیں نیز خلاف سنت کام کو بھی بدعت کہتے ہیں تو جو شخص اہل بدعت کو پناہ دے یا ان کی عزت کرے وہ اللہ کے یہاں بہت بڑا مجرم ہے، بلکہ اللہ تعالی، فرشتے اور تمام لوگوں کی اس پر لعنت ہے۔

بلکہ ایک دوسری حدیث میں ہے (من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام) ''جس نے کسی بدعتی کی عزت کی اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی'' (۲)

اور بدعتی کو پناہ دینے کا مطلب اس کے بدعی کاموں سے راضی اور خوش رہنا ہے اور اس کی بدعت پر چپ رہنا ہے اور جو بدعت سے راضی اور خوش ہوا تو گویا اس نے بدعت کو تسلیم کیا اور بدعت کے

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب تحریم الذبح لغیر اللہ تعالی۔

(۲) شعب الایمان للبیہقی باب مباعدۃ الکفار والمفسدین والغلظۃ علیہم۔

انکار کا کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا تو گویا اس نے اس کو پناہ دیا، اس لئے وہ اپنے اس فعل پر اللہ کی لعنت اور غضب کا مستحق ٹھہرا، معلوم ہوا کہ کسی مجرم یا بدعتی کو پناہ دینا انتہائی سنگین گناہ ہے ایسا کرنے والوں کو اللہ رب العالمین اپنی رحمت سے دھتکار دیتا ہے، اللہ تعالی ہمیں مجرموں اور بدعتیوں کی مدد کرنے انہیں جگہ مہیا کرنے، ان کی تکریم کرنے اور بدعت کے ارتکاب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

رشوت لینے اور دینے والا ملعون ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لعنة الله على الراشي والمرتشي) ''رشوت دینے اور لینے والے (دونوں) پر اللہ کی لعنت ہو'' (۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (لعن رسول الله ﷺ الراشي والمرتشي في الحكم) '' رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو فیصلہ کرتے یا کراتے ہوئے رشوت لیں یا دیں'' (۲)

جن کاموں کے ارتکاب کے باعث انسان اللہ کی لعنت کا مستحق ہوتا ہے ان کاموں میں سے ایک کام رشوت کا دینا اور لینا ہے جو آج ہمارے معاشرے میں عام ہے، راشی رشوت دینے والے کو کہتے ہیں جب کہ مرتشی رشوت لینے والے کو کہتے ہیں۔

---

(۱) مسند احمد ج۲/ ۱٦٤، في الاقضيه باب في كراهية الرشوة، والترمذي في الاحكام باب ماجاء في الراشي والمرتشي، وابن ماجه في الاحكام باب التغليظ في الحيف والرشوة، امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ (۲) سنن الترمذي كتاب الاحكام باب ماجاء في الراشي والمرتشي في الحكم ح: ١٣٣٦، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

اور حق کو باطل اور باطل کو سچ ثابت کرنے کے لئے جو کچھ دیا جائے اسے رشوت کہتے ہیں، راشی [رشوت دینے والا] اس لئے رشوت دیتا ہے کہ اسے باطل حاصل ہو جائے یا جس حق کی ادائیگی اس کے ذمہ ضروری ہے اس سے روک دے، اور رشوت لینے والا اس کام کو انجام دینے پر جو اس کے ذمہ ضروری ہے رشوت وصول کرے، اور رشوت لئے بغیر اس کام کو انجام نہ دے۔

اس لئے رشوت حرام ہے کیوں کہ اسلامی معاشرے پر اس کا بہت خطرناک اثر پڑتا ہے، رشوت دینے والا اور رشوت خور اللہ کی رحمت سے دور ہوتا ہے۔

حدیث کے رو سے رشوت دینے والا اس وقت ملعون ہوگا جب وہ کسی مسلمان کو اذیت پہنچانا چاہے گا، یا ایسا مال ہتھیا لینا چاہے گا جس کا وہ حقدار نہیں ہے، لیکن اگر اپنا حق حاصل کرنے کے لئے یا ظلم کو دفع کرنے کے لئے رشوت دے تو ایسا شخص لعنت میں داخل نہیں ہوگا کیوں کہ اہل علم نے اس کی اجازت دی ہے، اور دلیل یہ دی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حبشہ پکڑ کر لائے گئے تو انہوں نے دو دینار دیا جس پر ان کا راستہ چھوڑ دیا گیا۔

اور حسن بصری، شعبی، جابر بن زید، اور عطاء رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ جب آدمی کو ظلم کا خوف ہو تو دفاع نفس کی خاطر معاملہ طے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قارئین کرام! رشوت لینا، یہ باطل اور حرام طریقے سے مال کھانا ہے، ہمارے رب نے اس قبیح فعل سے روکا ہے چنانچہ اللہ جل شانہ نے قرآن حکیم میں فرمایا﴿ وَلَا تَاكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاكُلُوا فَرِيقًا مِنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) (۱)

---

(۱) سورۃ البقرۃ آیت:۱۸۸۔

''آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ اور ظلم وستم سے کسی کا کچھ مال ہتھیانے کے لئے حاکموں کو رشوت بھی نہ دیا کرو جب کہ تم (حقیقت حال) اچھی طرح جانتے ہو''
اس آیت کریمہ میں اللہ کی طرف سے مومن بندوں کو یہ حکم ہے کہ اپنے اموال کو حکام تک نہ پہنچاؤ یعنی ان کے ساتھ کوئی معاملہ طے نہ کرو، انہیں رشوت مت دو تا کہ وہ دوسروں کا حق دبا دیں جب کہ تم یقینی طور پر جانتے ہو کہ اللہ تعالی نے اس معاملہ کو تمہارے لئے حلال نہیں قرار دیا ہے۔

مسلمان بھائیو! اگر کوئی آپ کا کام کروادے تو انہیں رشوت دینے سے مکمل گریز کریں، اور ایسی مجلس میں بیٹھنے سے بچیں جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہاں رشوت لی جاتی ہے الا یہ کہ اس مجلس میں جانے کی ضرورت پڑ جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رشوت لینا دینا گناہ کبیرہ ہے، رشوت کے جرم میں شریک تمام لوگوں کے خلاف نبی رحمت ﷺ نے بددعا کی ہے کہ اے اللہ تو انہیں اپنی رحمت سے دور کردے اور اپنی لعنت کا مستحق بنادے، اس لئے ہمیں بھی ایسے لعنت کے کاموں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا چاہئے تا کہ ہمارا شمار ان میں نہ ہوں۔

سود خور ملعون ہے

رسول اللہ ﷺ نے سود لینے دینے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (لعن رسول الله ﷺ آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال هم سـواء) ''اللہ کے رسول ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے پر، سود کا حساب وکتاب لکھنے والے اور سودی لین دین کا گواہ بننے والے سب پر لعنت بھیجی ہے'' آپ نے فرمایا سب کے سب

[گناہ میں] برابر ہیں" (۱)

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان عالی شان کے مطابق سودی کاروبار میں شرکت کرنے والے تمام افرادلعنت کے مستحق ہیں۔

سودموجودہ دورکی بیماری اورامتوں کا کینسر ہے یہ کینہ کپٹ عداوت وشمنی کوابھارنے والا، ناراضگی اور لعنتوں کا باعث ہے،آج ہمارے بیشتر معاملات میں سودی لین دین کا رواج ہے، جب کہ دین حنیف نے سودکواس کی تمام شکلوں سمیت حرام قرار دیا ہے،اس لئے کہ یہ گندااورناپاک مال ہےاور مسلمانوں پرآنے والی مشکلات وپریشانیوں کےاسباب میں سےایک سبب ہے، بنابریں امت کی حالت اس وقت تک بہترنہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ سودکوچھوڑنہیں دیتی،اس لئے کہ جوسودکھاتا ہے وہ اللہ کے ساتھ جنگ کرنے میں لگا رہتا ہےاور جو اللہ کے ساتھ جنگ کرے تو پھرکون اس کا یارومددگارہوگا؟۔

قارئین کرام!

اللہ رب العزت فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ (۲)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب البیوع فی المساقاۃ باب لعن آکل الربا وموکلہ، بخاری اللباس باب من من لعن المصور فی البیوع باب فی اکل الربا۔

(۲) سورۃ البقرہ آیت:۲۷۸۔۲۷۹۔

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایماندار ہو، اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سودی کاروبار کو اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ قرار دیا ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو تقویٰ کا حکم دے رہا ہے اور ان کاموں سے روکتا ہے جن سے اس کی ناراضگی ہو اور رضامندی ختم ہو جائے، فرمایا اللہ کا لحاظ کرو اپنے تمام کاموں میں اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جو سود تمہارا لوگوں پر باقی ہے خبردار اگر مسلمان ہو تو اسے اب نہ لو جب کہ وہ حرام ہے، اس آیت میں زبردست وعید ہے ان لوگوں کے لئے جو سود کی حرمت کا علم ہو جانے کے باوجود اس پر جمے رہتے ہیں۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ (فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ) کے تحت فرماتے ہیں: امام وقت پر فرض ہے کہ سود خوار لوگ اگر سود نہ چھوڑیں تو ان سے توبہ کرائے اور اگر توبہ نہ کریں تو ان کی گردن مار دے، یہ دنیا میں ان کا بدلہ ہے اور آخرت میں اس کا کیا حشر ہوگا سنیئے اللہ کا یہ فرمان ﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبَا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِیْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا، وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ (۲)

(۱) تفسیر ابن کثیر ج ۱/۳۳۰۔

(۲) سورۃ البقرہ آیت: ۲۷۵۔

''سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھوکر خبطی بنادے، یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالی نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے''

سود خور لوگ قیامت کے دن اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو دیوانوں، پاگلوں، خبطیوں اور بے ہوشوں کی طرح اٹھیں گے کیوں کہ دنیا میں قبیح اور غلط کام کیا کرتے تھے۔

مسلمان بھائیو! سود خور لوگ یہودی ملعونوں کے نہج اور طریقہ پر کار بند ہیں، اس لئے یہ بھی اللہ کی لعنت کے مستحق ہیں، اور عنقریب یہ لوگ اپنے رب کے سامنے حسرت وافسوس کریں گے جب وہ دردناک عذاب کا مشاہدہ کریں گے لیکن حسرت وافسوس انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

اس لئے اپنے کاروبار ومعاملات میں سودی لین دین سے بچو اور اپنی کمائی خوراک حلال کرلو تاکہ تمہاری دعا قابل قبول ہو اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ سودی لین دین لوگوں کے درمیان نیکی اور بھلائی کو ختم کر کے کینہ کپٹ اور بغض وحسد کو پیدا کر دیتا ہے اس لئے اس کے تمام اسباب ووسائل سے دور رہنے کی کوشش کرو، سود نے بہت سے لوگوں کو تباہ وبرباد کر ڈالا ہے، اللہ تعالی ہمیں اپنے فضل وکرم سے سود سے بچنے والوں میں شامل فرمائے بلاشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سود اتنا بڑا گناہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الربا ثلاثة و سبعون بابا ایسرھا ان ینکح الرجل امه) ''سود کے تہتر دروازے ہیں جن میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے نکاح کرے'' (۱)

---

(۱) سنن ابن ماجه ابو اب التجارة ومتعلقاتها باب التغليظ في الربا -

دوسری حدیث میں ہے(درھم ربا یاکله الرجل وھو یعلم اشد من سته وثلاثین زنیة) (۱)

''سود کا ایک درہم جسے آدمی کھائے اور اسے معلوم ہو کہ یہ سود ہے چھتیس دفعہ زنا سے بدتر ہے''

غور کیجیے جو شخص زنا کا ارتکاب کرتا ہے لوگ اسے کتنا برا سمجھتے ہیں لیکن سود کے لین دین پر کوئی ملامت نہیں کرتا، بڑے بڑے دینداروں نے بینکوں سے قرض لیا ہوا ہے انہیں بالکل پرواہ نہیں کہ کتنی بڑی لعنت میں گرفتار ہیں۔

آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: کہ ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ لوگ سود کھائیں گے، صحابہ نے پوچھا کیا سب کے سب، فرمایا جو نہ کھائے گا اسے بھی غبار تو پہنچے گا ہی'' (۲)

پس غبار سے بچنے کے لئے ان اسباب کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہیے جو ان حرام کاموں کی طرف پہنچانے والے ہوں۔

صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ نے یہودیوں پر لعنت کی اس لئے کہ جب ان پر چربی حرام ہوئی تو انہوں نے حیلہ جوئی کر کے چربی کو پگھلا کر بیچا اور اس کی قیمت کھائی، غرض دھوکہ بازی اور حیلہ سازی کر کے حرام کو حلال بنانے کی کوشش بھی حرام اور موجب لعنت ہے۔

مذکورہ بالا آیات قرآنی واحادیث سے معلوم ہوا کہ سود لینا دینا، گواہ بننا، دستاویز لکھنا، اور اس میں کسی قسم کی معاونت کرنا سب اللہ کی لعنت اور پھٹکار کا باعث ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں اس لعنتی فعل سے بچائے۔ آمین۔

---

(۱) مسند احمد ج ۲۲۵/۵، اسناده صحیح، سنن دارقطنی، مشکاۃ المصابیح کتاب البیوع باب الربا، حدیث صحیح ہے دیکھئے تخریج مشکاۃ للالبانیؒ ج ۸۵۹/۲۔ (۲) سنن ابن ماجه ابواب التجارة ومتعلقاتها باب التغليظ في الربا -

[مصنوعی بال] لگانے والی اور لگوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی عورت ملعون ہے

خوبصورتی کے لئے مرد و عورت کا مصنوعی بال لگوانا یا جسم کے کسی بھی حصہ پر خواہ چہرہ ہو یا بازوان میں خوبصورتی کے لئے رنگ بھرنا یا خوبصورتی کے لئے دانتوں میں فاصلہ کروانا اور چہرے کے بال اکھاڑنا یا اکھڑوانا یہ سب ایسے کام ہیں جن کے کرنے والے کو حدیث میں ملعون قرار دیا گیا ہے کیوں کہ یہ تخلیق الٰہی کو بدل دینے کے مترادف ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لعن الله الواصله والمستوصله، و الواشمة والمستوشمة) ''اللہ تعالیٰ نے [خوبصورتی کے لئے مصنوعی بال] لگانے والی اور لگوانے والی اور گودنے اور گودوانے والی عورت پر لعنت کی ہے'' (۱)

ایک دوسری حدیث حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (جاءت امراة الی النبی ﷺ فقالت :یارسول الله ان لی ابنة عریسا اصابتها حصییبه..........) ''کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی کہ میری بیٹی کی شادی ہے اور بیماری کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں کیا اس کو مصنوعی بال لگا دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے (مصنوعی بال) لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت کی ہے'' (۲)

مسلمان بہنو! جو چیزیں اللہ رب العالمین کی ناراضگی کا سبب بنتی ہیں تھوڑی دیر کے لئے ہم یہاں توقف کر کے رسول اللہ ﷺ کی تحذیر سنتے ہیں کیوں کہ آخرت میں کامیابی اللہ اور اس کے رسول کی

---

(۱) صحیح بخاری کتاب اللباس باب الوصل فی الشعر- (۲) صحیح مسلم فی اللباس والزینة باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة ح:۵۵۶۵-

اطاعت کے ساتھ ہی مرتبط ہوگی تو آیئے رسول اللہ ﷺ کی تحذیر سنتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ممکن ہے ہمارا عمل ذخیرۂ آخرت کا سبب بن جائے۔

لعنت: دھتکار، پھٹکار اور اللہ کی رحمت سے دوری کو کہتے ہیں جب کہ اللہ کی رحمت ہر چیز کو محیط ہے، تو شقاوت و بدبختی ہے ان عورتوں کے لئے جن کو اللہ تعالی اپنی رحمت سے دور کر دے اور باعث سعادت ہے وہ عورتیں جن کو اللہ تعالی اپنی رحمت میں شامل کر لے، نبی ﷺ کا یہ فرمان سنیں (لعن الله الواصله والمستوصله) ''اللہ تعالی نے [خوبصورتی کے لئے مصنوعی بال] لگانے والی اور لگوانے والی عورت پر لعنت کی ہے''

الواصلہ: اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے سر کے بال کے ساتھ مصنوعی بال یہ سمجھ کر لگاتی ہے کہ اس کا بال لمبا اور بڑا جانا جائے یا اس کی خوبصورتی بڑھ جائے۔ جب کہ یہ جھوٹ اور فریب ہے۔

المستوصلہ: اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی دوسری عورت سے بال جوڑنے کے لئے کہے۔

میری مسلمان بہنو! کیا آپ نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ فرمان نہیں سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں (لعن الله الواشمة والمستوشمة) ''اللہ تعالی نے گودنے اور گودوانے والی عورت پر لعنت کی ہے''

آپ جانتی ہیں کہ واشمہ کس کو کہا جاتا ہے؟

لفظ **واشمہ:** وشم سے ہے وہ عورت جو سوئی سے ہاتھ وغیرہ میں سوراخ کرے اور اس میں سرمہ بھرے تاکہ وہ جگہ سبز ہو جائے۔

اور **مستوشمہ:** وہ عورت جو کسی سے ایسا کام کر دینے کے لئے کہے۔

اہل علم کا مذکورہ تمام کاموں کی حرمت پر اجماع ہے کیوں کہ ان کاموں کے کرنے پر شدید وعید اور دھمکی سنائی گئی ہے اگر ہماری بہنیں ان چیزوں کی ممانعت کی حکمت پر غور کریں تو انہیں اللہ رب ذوالجلال والاکرام کی عظمت کا احساس وادراک ہو۔

اللہ تعالی نے عورتوں کو پیدا کیا اوران کی تخلیق خوبصورت بنائی اور جمال وخوبصورتی میں ان کے درمیان فرق ومراتب رکھا ،اس میں اس کی عظیم حکمت ہے جو اس کی شاندار صنعت وکاریگری پر دلالت کرتی ہے،تو جو اللہ کی خلقت کو بدلنا چاہے ہو اور اس کی حکمت کو جو اس کی خلقت و پیدائش میں پنہاں ہے اس کو ختم کرنا چاہے وہ اس لائق ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے دھتکار اور پھٹکار دیا جائے کیوں کہ وہ اللہ کے قضاوقدر پر راضی نہیں ہے اوراس کی صناعت وکاریگری کو بدلنے کی کوشش کر رہی ہے یہ سمجھ کر کہ وہ اچھی شکل وصورت والی بن جائے گی اور یہ نہیں سمجھتی کہ حقیقی اور طبعی شکل وصورت وہی ہے جس پر اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے۔

مسلمان بہنو! النمص بھی وصل اور وشم میں شامل ہے،اور النمص کہتے ہیں ابروؤں وغیرہ کے بال کو اکھاڑنا، آپ یہ سوال کرسکتی ہیں جب یہ سارے کام انتہائی خطرناک ہیں تو پھر اس کی خطرناکی کا تذکرہ قرآن نے کیوں نہیں کیا؟

مسلمان بہنو! آپ یہ واقعہ پڑھ لیں جس کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے جو آپ ﷺ کے ایک صحابی ہیں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:(لعن الله الواشمات والمستوشمات ،والنامصات والمتنمصات، والمتفلجات للحسن، المغيرات خلق الله) ’’اللہ تعالی نے خوبصورتی کے لئے جسم میں رنگ بھرنے اور بھروانے والی

عورتوں پر، بال اکھاڑنے اور اکھڑوانے والی عورتوں، اور دانتوں میں فاصلہ کرنے والی عورتوں اور اللہ کی پیدائش کو بدل دینے والی عورتوں پر لعنت کی ہے''

جب قبیلہ بنو اسد کی ایک عورت کو جس کا نام ام یعقوب تھا پتہ چلا تو وہ آئی اور کہنے لگی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایسی ایسی عورتوں پر لعنت بھیجتے ہیں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا : کہ مجھے کیا ہے کہ میں لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے، اور جو اللہ کی کتاب میں ملعون ہے، ام یعقوب نے کہا میں نے دو دفتیوں کے درمیان قرآن کو پڑھا ہے، اس میں تو اس کا ذکر نہیں ہے، جو آپ کہہ رہے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا اگر تو غور سے پڑھتی تو اس کو پاتی، کیا تو نے یہ نہیں پڑھا﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (۱)

''کہ جو تم کو اللہ کا رسول حکم دیں اس پر عمل کرو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ''

کہنے لگیں ہاں ! تو عبداللہ بن مسعود نے کہا آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، وہ عورت بولی ان چیزوں میں سے کچھ چیز تو تمہاری عورت بھی کرتی ہے، عبداللہ بن مسعود نے کہا جاؤ اور دیکھو، وہ ان کی عورت کے پاس گئی تو کچھ نہ پایا، پھر لوٹ کر آئی اور کہنے لگی ان میں سے کوئی بات میں نے نہیں دیکھی، عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر وہ ایسا کرتی تو ہم اس سے صحبت نہ کرتے '' (۳)

مسلمان بہنو! آپ کو چاہئے کہ ان چیزوں سے بچیں جن سے اللہ کے رسول نے روکا ہے اس لئے کہ یہ معاملہ انتہائی توجہ کے لائق ہے، اور یہ مسئلہ اللہ کی رحمت ولعنت کا ہے، اور آپ اللہ کے غضب اور

---

(۱) سورۂ حشر آیت: ۷۔ (۲) صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم الواصلہ والمستوصلہ والواشمۃ والمستوشمۃ، صحیح بخاری کتاب اللباس باب المستوشمۃ ۔

لعنت کو برداشت نہیں کرسکتی ہیں اس لئے آپ ان افعال سے باز آجایئے جن کے باعث اللہ کی رحمت کو شیطان نے آپ کے لئے روک رکھا ہے اور رب کے غضب کا سامنا کرنے کے لئے آپ کو آگے کر دیا ہے۔

چوری کرنے والا ملعون ہے

چوری باعث لعنت کام ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لعن الله السارق يسرق البيضة،فتقطع يده ، ويسرق الحبل فتقطع يده) " اللہ تعالی کی ایسے چور پر لعنت ہو جو انڈا (جیسی حقیر چیز) چوری کرتا ہے، اور اس کے عوض اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور رسی (جیسی معمولی چیز) کی چوری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے'' (۱)

مسلمان بھائیو اور بہنو! اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر احکام مقرر فرمائے ہیں، اور وہ ان کی جانوں سے بھی زیادہ ان پر رحم کرنے والا اور مہربان ہے وہ ان کی مصلحتوں سے واقف ہے، ان کے احوال کی اصلاح کرتا ہے، اس لئے بندوں کو چاہئے کہ وہ ان احکام کو لیں اور ان پر عمل کریں، کیوں کہ ان احکام پر عمل کرنے ہی میں ان کے لئے سعادت وخوش نصیبی ہے، اس لئے کہ یہ احکام اللہ علیم وخبیر کی طرف سے ہے جس نے ہر چیز کو ایک حکمت اور اندازے کے مطابق بنایا ہے، منجملہ ان احکام میں سے ایک حکم چور کا ہاتھ کاٹا جانا بھی ہے اور چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم اللہ کی کتاب میں ہے، اللہ جل شانہ کا فرمان ہے ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (۲)

(۱) صحیح بخاری فی الحدود، باب لعن اللہ السارق، صحیح مسلم فی الحدود باب حد السرقۃ ونصابھا۔ (۲) سورۃ المائدہ آیت: ۳۸۔

''چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا، عذاب اللہ کی طرف سے اور اللہ قوت و حکمت والا ہے''

کسی کا مال چرانا انتہائی سنگین جرم ہے اس لئے شریعت اسلامیہ نے اس جرم کی بڑی سخت سزا مقرر کی ہے اور وہ سزا یہ ہے کہ پہلی بار چوری کرنے پر اس کا دایاں ہاتھ کلائی تک کاٹ دیا جائے تا کہ آئندہ وہ ایسی حرکت سے باز رہے اور اسے دیکھ کر دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔

چوری کی تعریف: کوئی چیز چپکے سے اٹھا لینا، اور اصطلاح میں کسی کے محفوظ کردہ مال کو خفیہ طریقے سے ہتھیا لینا کہ کوئی پکڑنے والا نہ ہو۔

اللہ تعالی نے چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے کر لوگوں کے اموال کی حفاظت کی ہے، اور اسے ڈرانے اور دھمکانے میں یہ زیادہ موثر اور کارگر ہے۔

اوپر تحذیر نبوی ہم نے پڑھ لی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اللہ تعالی نے چور پر لعنت کی ہے'' تو گویا چور پر اللہ کی لعنت برستی ہے، اور اللہ کے غضب کا وہ مستحق ہوتا ہے اس لئے چرائے ہوئے مال میں کوئی خوشی اور چین نہیں ہے، اس لئے ہر چور کو اللہ کی لعنت اور غضب سے بچنا چاہئے۔

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ لعنت سے یہاں پر مراد ذلت و رسوائی ہے۔

مسلمان بھائیو! اسلام میں حدود الٰہی میں شفاعت کرنا صحیح نہیں ہے چاہے مالدار آدمی چوری کرے یا غریب آدمی چوری کرے، اللہ تعالی کی حد اس پر قائم کرنا ضروری ہے، اور ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین اسوہ اور نمونہ ہے۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ قریشی صحابہ ایک مخزومیہ عورت کے بارے میں بہت پریشان ہوئے جو چوری کی مرتکب ہوئی تھی، انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس عورت کے مقدمہ میں اللہ کے رسول ﷺ سے (سفارش کرنے کے لئے) کون شخص گفتگو کرسکتا ہے؟ پھر وہ لوگ اس نتیجہ پر پہنچے کہ چونکہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے اللہ کے رسول ﷺ کو خصوصی محبت و تعلق ہے اس لئے ان کے علاوہ اس معاملہ میں کوئی سفارش کی جراءت نہیں کرسکتا، چنانچہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں جب آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا! تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اس کے بعد آپ نے فرمایا: تم سے پہلے جو لوگ ہوئے ہیں ان کو اسی چیز نے ہلاک کیا کہ جب ان میں کا کوئی شریف زادہ چوری کا ارتکاب کرتا تو اس پر حد جاری نہیں کرتے تھے اور جب کوئی کمزور اور معمولی آدمی چوری کا مرتکب ہوتا تو اس پر حد جاری کردیتے تھے، اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کی مرتکب ہوگی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا''

پھر آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا، اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، اس کے بعد وہ اچھی ہوگئی اور شادی کرلی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وہ میرے پاس آتی تو میں اس کی حاجت رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کرتی'' (۱)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الحدود باب قطع السارق الشریف وغیرہ والنہی عن الشفاعۃ فی الحدود، صحیح بخاری کتاب الحدود باب کراھیۃ الشفاعہ فی الحد اذا رفع الی السلطان۔

اس طرح اسلام معاشرہ کو ہر ایسے عضو سے پاک وصاف کردینا چاہتا ہے جو معاشرہ کے تمام افراد کی فساد وخرابی کا باعث بنتا ہو اور ساتھ ہی اسلام ہر اس آدمی کے لئے توبہ اور امید کا دروازہ کھولتا ہے جو رحمٰن کی اطاعت سے نکل جاتا ہے، آدمی پر جب اللہ کی حد قائم کردی جاتی ہے تو وہ اس کے کئے ہوئے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اس لئے کہ حدود گناہوں کا کفارہ ہے اور ڈرانے اور دھمکانے کا ذریعہ بھی، اسی طرح ہم اللہ کے ان تمام احکام میں جن کا اس نے اپنے بندوں کو مکلّف بنایا ہے رحمت اور کامل اصلاح پاتے ہیں، برخلاف انسانی قوانین کے کہ وہ چور کو چوری سے اور زانی و بدکار کو زنا و بدکاری سے روک نہیں سکتے، اس لئے آپ دیکھیں گے جس جگہ بھی حدود الٰہی کی تنفیذ ہوتی ہے وہاں کے افراد امن وامان، اطمنان وسکون کی زندگی گزارتے ہیں، برخلاف اس کے جہاں اللہ کی حدوں کی تنفیذ نہیں کی جاتی وہاں کے افراد میں بے حیائی، ظلم وزیادتی، علانیہ برائی اور خوف ودہشت پھیل جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے ﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَعْمٰی، قَالَ رَبِّ لِمَا حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ آیَاتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی﴾ (۱)

’’اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کرکے اٹھائیں گے، وہ کہے گا کہ الٰہی! تو نے مجھے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا، (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا چاہئے تھا تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو تو بھی بھلا دیا جاتا ہے‘‘

---

(۱) سورۂ طٰہٰ آیت: ۱۲۴۔۱۲۶۔

بعض کمزور ایمان لوگ یہ کہہ کر شک وشبہ پیدا کرتے ہیں کہ چور کا ہاتھ کاٹا جانا ایک دردناک سزا ہے جس کے باعث بہت سے لوگ معذور ہوجاتے ہیں، اس لئے اس حد [سزا] کو عقوبت خانہ میں بدل دینا چاہئے۔

مسلمان بھائیو اور بہنو!

شریعت اسلامیہ نے بہترین اور مفید علاج تجویز کی ہے، ابھی حال ہی میں چوری کرنے کی جو رپورٹ آئی ہے، اس میں ہے کہ ایک چور نے ۲۶ چھبیس مرتبہ چوری کی، اگر جیل میں اسے کوئی عبرتناک سزا دی جاتی تو وہ جیل خانہ سے بار بار نکل کر ۲۶ مرتبہ چوری نہ کرتا، معلوم ہوا کہ چور کا جو ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس میں اس کیلئے زجروتوبیخ ہوتی ہے، دوسروں کے لئے باعث عبرت ہوتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، شریعت اسلامیہ نے چور کے لئے منصفانہ سزا مقرر کی ہے اور وہ چور کا ہاتھ کاٹنا ہے اس لئے کہ ہاتھ ہی ہے جس سے اس نے چوری کی تھی اور اسی کی طرف اللہ تعالی کے اس فرمان میں اشارہ ہے، ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْم﴾ ''چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا، یہ عذاب اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ قوت وحکمت والا ہے'' (سورۃ المائدہ آیت: ۳۸)

چور کا ہاتھ کاٹا جانا جرم کے آلات میں سے ایک بنیادی آلہ کو معطل اور بیکار کردینا ہے اور یہ حقیقت میں دشمن کو ہتھیار سے خالی کرنا ہے، اس لئے چور کے سامنے ندامت وشرمندگی اور توبہ کے علاوہ کچھ نہیں رہ جاتا ہے، اللہ تبارک وتعالی کشادہ رحمت والا ہے، اور اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے ﴿فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورۃ المائدہ آیت: ۳۹)

''جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح کرلے تو اللہ رحمت کے ساتھ اس کی طرف لوٹتا ہے، یقیناً اللہ تعالی معاف فرمانے والا مہربانی کرنے والا ہے''

چوری کی حد [سزا] کا ایک فائدہ مال کی حفاظت ہے، اور مال وخزانہ کی حفاظت میں سخت پہرہ داری اور چوکیداری کو کم کرنا ہے اور اس میں اقتصادی فائدہ بھی ہے، اس طرح ہم اللہ کے احکام پر عمل کر کے دنیا اور آخرت میں بھلائی حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ اسلامی تاریخ میں شریعت کی تطبیق کا مثالی نمونہ ہے، جب اسلام کے قانونِ نظام کو نافذ کیا گیا تو اس کے بعد پورے معاشرے سے زنا اور چوری کا خاتمہ ہوگیا عدالت کے سامنے صرف چند کیس آئے جو نسبتاً بالکل ناقابل شمار ہیں۔

چہرہ نوچنے والی، گریبان چاک کرنے والی اور واویلا مچانے والی عورت ملعون ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لعن اللہ الخامشة وجهها، والشاقة جيبها، والداعية بالويل والثبور) ''اللہ تعالی نے چہرہ نوچنے والی، گریبان چاک کرنے والی اور واویلا مچانے والی عورت پر لعنت کی ہے'' (۱)

مسلمان بہنو! مسلمان عورتوں کی خوبیوں میں سے ہے کہ وہ مصیبتوں پر صبر کرتی ہیں، اللہ اور اس کے رسول نے اسے صبر و احتساب کا حکم دیا ہے، اور جزع وفزع، کپڑے پھاڑنے، اور رخسار پر طمانچہ مارنے سے روکا ہے، اس لئے مسلمان عورت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو صبر کا عادی بنائے، تو

---

(۱) سنن ابن ماجه في الجنائز، باب ماجاء في النهي عن ضرب الخدود۔

اسے خوشی کی نعمت حاصل ہوگی ،اورسکون واطمنان کی زندگی بسر کرے گی اور اللہ رب العالمین کے اجروثواب سے خوش ہوگی ،صبر میں یہ شامل ہے کہ مصائب کے وقت جیسے اپنے کسی گھر والے ، یا کسی قریبی عزیز کے مرنے پر جزع وفزع نہ کرے بلکہ صبر کو اپنائے رکھے یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے تو دنیا کی پریشانی سے آرام پا جائے گی اور آخرت میں بہترین ثواب کا حقدار بن جائے گی ،اپنے رب کا یہ فرمان سنیئے جو اس نے اپنے کلام محکم تنزیل میں فرمایا ﴿ اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾ (۱)

''جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالی کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں'' اور نبی کریم ﷺ نے ہماری خیر وخواہی کرتے ہوئے فرمایا: (من یتصبر یصبره الله وما اعطیاحد شیئاهو خیر، و اوسع من الصبر) ''جو صبر کرتا ہے اللہ اسے صبر عطا کرتا ہے اور کسی کو صبر سے بہتر اور وسیع نعمت سے نہیں نوازا گیا'' (۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ عورت جو اپنے ناخنوں سے اپنا چہرہ نوچتی اور زخمی کرتی ہے اور اپنا کرتہ پھاڑتی ہے وہ اللہ کے نزدیک ملعونہ ہے کیوں کہ یہ ایمان دار صابرہ عورتوں کی خوبیوں سے متصف نہیں ہوتی ،اس لئے ہر مسلمان عورت پر حرام ہے کہ وہ اپنے سر کا بال اکھاڑے یا اپنے رخسار پر طمانچہ مارے یا اپنا چہرہ نوچے یا واویلا مچائے۔

---

(۱) سورۃ البقرہ آیت: ۱۵۵۔۱۵۶۔

(۲) صحیح بخاری کتاب الزکاة باب الاستعفاف عن المسالة، صحیح مسلم کتاب الزکاة باب فضل التعفف والقناعة والحث علی ذلك۔

مسلمان بہنو! رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے حالانکہ آپ اللہ کی نظر میں تمام مخلوق سے اعلی اور بہتر تھے، اور آپ ﷺ کی موت کی مصیبت ہر مصیبت سے بڑھ کر ہے، اس لئے آپ رسول اللہ کی موت کو یاد کرلیا کریں آپ کی مصیبت آسان اور ہلکی ہو جائے گی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کسی کی تعزیت کرتے تو فرماتے تعزیت کے ساتھ کوئی مصیبت نہیں ہے اور جزع کے ساتھ کوئی فائدہ نہیں ہے اور موت اس سے پہلے کے لوگوں کے لئے زیادہ سخت تھی اور بعد کے لوگوں کے لئے آسان ہے۔

تم رسول اللہ ﷺ کی موت کو یاد کرو تم پر تمہاری مصیبت آسان ہو جائے گی۔

اور کسی نیک آدمی کا قول ہے:(ثلاث من رزقهن فقد رزق خير الدنيا والآخرة: الدعا فى الرخاء، والرضا بالقضاء، والصبر عند البلاء) ''جس شخص کو تین چیزیں مل گئیں اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل ہوگئی، نمبر ایک خوشحالی اور آسودگی کے وقت دعا کرنا۔ قضا و قدر پر راضی اور خوش رہنا۔ اور بلاء کے وقت صبر کرنا''۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:(الصبر من الايمان بمنزلة الراس من الجسد، ولا ايمان لمن لاصبر له) ''صبر کو ایمان میں وہی مقام حاصل ہے جو انسانی جسم میں سر کو حاصل ہے، اور جس کو صبر نہیں اس کو ایمان نہیں''

مسلمان بہنو! اگر آپ صدمہ اور مصیبت کے آغاز میں صبر نہیں کرتی تو اتنا یقینی ہے کہ کچھ دنوں کے بعد ضرور صبر کرو گی، اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ شروع ہی میں صبر کا دامن تھام لیجئے تاکہ آپ اپنے رب کے اجر و ثواب کو پالیں ورنہ آپ نہ چاہتے ہوئے بھی اخیر میں صبر کرو گی تو اس وقت صبر کرنے کا

کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

ایک شخص نے اپنے دوست کو لکھا کہ صبر مومن کی عادت ،توکل کرنے والے کا قوی ارادہ اور ضروریات میں کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے،اور یہ کہ صبر کرنے والوں کو ان کے صبر کا بلا حساب اجر ملے گا۔

احنف کو تکلیف پہنچی تو آپ نے اپنی تکلیف میں کوئی جزع وفزع نہیں کیا،آپ سے کہا گیا کہ آپ تو بہت زیادہ صبر کرنے والے ہیں،تو آپ نے فرمایا جزع وفزع دو بدترین حالتوں سے خالی نہیں ایک تو وہ مطلوب کو دور کر دیتا اور حسرت کو پیدا کرتا ہے اور جزع وفزع کرنے والا عار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

مسلمان بہنو! مصیبت کے وقت اہل جاہلیت کے افعال جیسے نوحہ،قضا وقدر پر ناراضگی، کپڑے پھاڑنا،گریبان چاک کرنا، بال کھینچنا،جسم نوچنا اور رخسار پر طمانچے مارنے سے بچو اور صبر واحتساب کرنے والی بن جاؤ اس لئے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جنسِ مخالف کی مشابہت کرنے والا مرد وعورت ملعون ہے

فطرتِ الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ مرد اپنی اس خلقت کو برقرار رکھے جس پر اللہ تعالی نے اسے پیدا کیا ہے اور عورت اپنے اس زنانہ پن کی حفاظت کرے جس پر اس کی تخلیق ہوئی ہے،لہذا مردوں کا عورتوں اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت کرنا فطرت الٰہی کی صریح خلاف ورزی ہے اور قرآن وسنت کی تعلیمات کی رو سے ایک حرام اور موجب لعنت کام ہے ، اس لئے جو لوگ اللہ کی اس فطرت میں تبدیلی کرنا چاہتے ہیں خواہ مرد ہو یا عورتیں ایسے لوگ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں جیسا کہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے (لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال) ''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے'' (۱)

ایک دوسری حدیث میں اس کی مزید وضاحت یوں آئی ہے (لعن رسول الله ﷺ الرجل يلبس لبسة المراء ة والمراء ة تلبس لبسة الرجل) ''اللہ کے رسول نے ایسے مرد پر لعنت کی جو عورتوں والا لباس پہنتا ہے اور ایسی عورت پر بھی لعنت کی جو مردوں والا لباس پہنتی ہے'' (۲)

ایک تیسری حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (لعن رسول الله ﷺ الرجلة من النساء) ''کہ رسول اللہ ﷺ نے مرد بننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے'' (۳)

مرد بننے سے مراد یہ ہے کہ عورت مردوں جیسا لباس پہنے یا مردوں جیسی عادات و اطوار اختیار کرے یا مردوں جیسی چال ڈھال اختیار کرے یا مردوں جیسی شکل بنائے یا مردوں جیسا کام کرے وغیرہ۔

اسلام نے مرد و عورت ہر ایک کے لئے ایک مخصوص طرز کا لباس مقرر کیا ہے، اس لئے مردوں کے لئے لباس میں عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں ہے کہ وہ عورتوں کی طرح دوپٹہ اپنے سر اور گریبان پر ڈالے اور پردہ اختیار کرے، اسی طرح عورتوں کو لباس میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنا

---

(۱) صحیح بخاری فی اللباس باب المتشبهون بالنساء، والمتشبهات بالرجال ودیگر کتب حدیث۔

(۲) سنن ابوداؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء –

(۳) سنن ابوداؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء–

جائز نہیں کہ وہ مردوں کی تقلید میں اپنی پنڈلیاں اور بازوئیں کھلا رکھیں، جب عورت تنگ آستینوں والا مردانہ لباس پہن لے اور اپنے دونوں بازوؤں کو کھلا رکھے تو اس نے اپنے لباس میں مردوں کی مشابہت اختیار کی، پھر ایسی صورت میں وہ اللہ اور اس کے رسول کی لعنت اور غضب کی مستحق ہوگی اور جب اس کا شوہر اس سے منع نہ کرے اور اس کے فعل سے راضی ہو اور اللہ تعالی نے اسے ڈرانے ڈانٹنے اور سمجھانے کا جو حکم دیا ہے اس حکم کو سنا کر اسے اس فعل سے نہ روکے جیسا کہ اللہ تعالی کے اس فرمان میں ہے ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴾ (۱)

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالی دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں''

یعنی اسلامی ادب انہیں سکھاؤ اور اللہ کے احکام اور اس کی اطاعت اختیار کرنے کا حکم دو اور اللہ کی معصیت سے انہیں روکو یہ تم پر بھی ضروری ہے تمہاری ذات کے بارے میں، اگر شوہر ایسا نہ کرے تو وہ اپنی بیوی کے ساتھ اللہ کی لعنت اور ناراضگی میں برابر کے شریک ہیں۔

حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے: ''جو آدمی بیوی کی خواہشات پوری کرنے میں دن گذارتا ہے تو اللہ تعالی اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا''

---

(۱) سورۂ تحریم آیت:٦۔

مسلمان بھائیو اور بہنو!

رسول اللہ ﷺ نے عورتیں بننے کی کوشش کرنے والے مخنث مردوں اور مردانہ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے (لعن رسول اللہ ﷺ المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء) ''رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر جو مخنث بنتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں لعنت فرمائی ہے'' (۱)

اسلام نے ایسا مردوں اور عورتوں کی حفاظت کی خاطر اور معاشرہ کو حیا باختگی، بے حیائی اور انسانی تعلقات میں انتشار اور افراتفری کے مظاہر و اثرات سے دور رکھنے کے لئے کیا ہے، علاوہ ازیں اسے حیا اور شرم کا حکم ہے اور بے پردگی سے روکا گیا ہے، اور عورتوں کا اپنے محاسن کا اظہار کرنا یہ ایسی چیزیں ہیں جو مردوں اور عورتوں میں شہوات کو ابھارتی ہیں اور جنسی خواہشات کو حرکت دیتی ہیں پھر دونوں جنس اپنی پیاس کو بجھانے اور شہوت کی آگ کو بجھانے کے لئے جو اس کے اندر چھپی ہوئی ہوتی ہے ایک دوسرے کو تلاش کرتے ہیں۔

اس میں کسی مسلمان کو ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے کہ وہ کپڑے جو عورتیں استعمال کرتی ہیں جس کو عالمی فیشن گھروں نے تیار کیا ہوتا ہے، یہ ایسے کپڑے ہوتے ہیں جو اللہ کی لعنت کے باعث بنتے ہیں، انتہائی افسوس کی بات ہے آج بہت سی عورتیں اس بناوٹی چمک دمک سے دھوکہ میں مبتلا ہو چکی ہیں اور اسی کے پیچھے یہ سمجھتے اور خیال کرتے ہوئے بھاگی چلی جا رہی ہیں کہ یہ تہذیبِ جدید کا چلن ہے اور یہ کہ موجودہ زمانہ کے رہن سہن کا یہی طریقہ ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب اللباس باب اخراج المتشبھین بالنساء۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما زبیر بن عبدالمطلب کے پاس تھے، ایک عورت بکری ہانکتے ہوئے آئی، عبداللہ بن عمرؓ و نے فرمایا تو مرد ہے یا عورت؟ اس نے کہا عورت، اور پھر ابن عمر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کی زبانی مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کو اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں کو ملعون قرار دیا ہے۔

مسلمان بہنو! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اگر آج کی عورتوں کو دیکھتے تو کیا کہتے؟

آج عورت مردانہ اور تنگ لباس پہنتی ہے اس کا ستر کھلا ہوا ہوتا ہے اور بازاروں اور چوراہوں پر اپنے بھڑکیلے کپڑے پہن کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے جب کہ یہ عارضی فائدہ کی چیز ہے، اللہ کی لعنت اور غضب کے برابر نہیں، اس لئے کہ جس پر اللہ نے لعنت کر دی وہ بہت زیادہ خسارہ میں رہے گا اس کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہے اور یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔

حدیث میں جس مشابہت اور نقالی سے منع آیا ہوا ہے وہ صرف لباس ہی میں مشابہت کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ بات چیت، چلنے پھرنے اور زیب و زینت میں بھی مشابہت سے ممانعت آئی ہے۔

آج ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے احساس نہیں کرتے لیکن کل مرنے کے بعد جب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو اللہ کی نافرمانی کے نتیجے میں خسارہ کا اندازہ لگائیں گے اور خسارہ محسوس کریں گے، اس لئے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے سے بچنا چاہئے کیوں کہ کہ اللہ کا غضب انتہائی سخت اور اس کا عذاب انتہائی دردناک ہے۔

شراب پینے، پلانے والا، بیچنے اور خریدنے والا سب ملعون ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لعن الله الخمر وشاربها ،وساقيها، وبائعها، ومبتاعها، وعاصرها ومعتصرها ،وحاملها والمحمولة اليه) ”کہ اللہ تعالیٰ نے شراب پینے والے، پلانے والے بیچنے والے، خریدنے والے، نچوڑنے والے، جس کے لئے نچوڑی گئی ہو، اٹھانے والے اور جس کی طرف اسے اٹھا کر لایا جا رہا ہو سب پر لعنت کی ہے“ (۱)

اس حدیث میں شراب پینے پلانے والے، بیچنے اور خریدنے والے وغیرہ سب کو ملعون قرار دیا گیا ہے۔

شراب ام الخبائث، شر و فساد کی بنیاد، فقر و محتاجی کا باعث، صحت، عقل و خرد، مال و دولت اور عزت و آبرو سب کو برباد کر دینے والی ہے، اس لئے اللہ نے شراب کو پوری شدت کے ساتھ حرام قرار دیا ہے اور اسے شیطانی عمل شمار کیا ہے اور اس کے پینے اور اٹھانے والے کو دھمکی دی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ، إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُّوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴾ (۲)

---

(۱) یہ حدیث صحیح ہے، سنن ابوداؤد فی الاشربہ باب العنب یعصر للخمر، ابن ماجہ فی الاشربہ باب لعنۃ الخمر علی عشرہ وجہ۔

(۲) سورۃ المائدہ آیت: ۹۰۔۹۱۔

’’اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان وغیرہ اور پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں ،شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو، تاکہ تم فلاح یاب ہو، شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرادے اور اللہ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سواب بھی باز آجاؤ‘‘

مسلمان بھائیو! منشیات نشہ آور چیزیں، تمباکو نوشی آفات وبلیات کا مجموعہ ہے، اس کے استعمال سے نہ صحت وتندرستی باقی رہ سکتی ہے اور نہ ہی مال ودولت اور عزت وآبرو محفوظ رہ سکتی ہے بلکہ اس کا عادی بھیانک جرائم کے ارتکاب سے دوچار ہوتا ہے، انسان بے قابو ہوجاتا ہے اس کی سوچ ختم ہوجاتی ہے، اس لئے منشیات اور شراب کا عادی بدعہدی، وعدہ خلافی اور محبت ودوستی کو قائم نہ رکھنے کے لئے مشہور ہے۔

عدی بن حاتم سے کہا گیا آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ آپ نبیذ تمر نہیں پیتے ؟ تو انہوں نے کہا معاذ اللہ! صبح کے وقت میری قوم کا حکیم شام کے وقت میری قوم کا بیوقوف ہوگیا۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ کو زمانہ جاہلیت میں شراب پینے سے کس چیز نے روک رکھا تھا جب کہ زمانہ جاہلیت میں شراب پینے میں آپ کے لئے کوئی مضائقہ نہ تھا؟ تو آپ نے جواب دیا میں نے یہ دیکھا کہ شراب مکمل طور پر عقل کو ختم کردیتی ہے عقل کو لے جاتی ہے اور میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو پورے طور پر لیجاتی ہو اور پورے طور پر واپس کردیتی ہو۔

مسلمان بھائیو! انتہائی افسوس کے ساتھ یہ تحریر کرنا پڑتا ہے کہ آج ہم مسلمانوں کے بعض گروہوں کو صرف نام کا مسلمان پاتے ہیں جنہیں مغربی تہذیب کے مظاہر نے مبہوت بنا کر رکھدیا ہے، وہ سمجھتے

ہیں کہ ترقی کی علامت یہ ہے کہ ان کے گھروں میں انواع واقسام کی شراب موجود ہوں اور یہ نہیں جانتے کہ شراب ام الخبائث ہے، مہلک اور بڑے گناہوں میں سے ہے اور یہ کہ اس کا عادی [ہمیشہ استعمال کرنے والا] منجانب اللہ ملعون ہے۔

میرے بھائیو! یہ جان لیں کہ جس چیز کا کثیر مقدار نشہ پیدا کرے چاہے وہ شراب ہو یا چرس گانجہ وغیرہ اس کا قلیل مقدار بھی حرام ہے، جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے اور جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبر رسول ﷺ کے اوپر سے اعلان کیا کہ خمر [شراب] وہ ہے جو عقل کو ڈھانک دے۔

شیطان نے لوگوں کے لئے ان کے اعمال کو مزین کر رکھا ہے اور انہیں دھوکے میں پھانس رکھا ہے کہ چرس اور گانجا شراب کی طرح نہیں ہے، اس لئے انہوں نے اس کو حلال اور مباح سمجھ رکھا ہے اس طرح نشہ آور چیزوں کا استعمال ان میں بڑھتا جا رہا ہے اور انہیں یہ علم نہیں ہوتا کہ وہ ان چیزوں کے ارتکاب کرنے کی وجہ سے اللہ کے نزدیک ملعون بن چکا ہے۔

اس لئے ہم مسلمانوں پر ضروری ہے کہ جن لوگوں کو ہم ان تباہ کن اعمال میں گرفتار دیکھیں انہیں نصیحت کریں اور انہیں اللہ کی لعنت اور غضب سے ڈرائیں، اور انہیں یہ بتائیں کہ جسمانی اور عقلی طور پر ان کے استعمال کے نقصانات کیا ہیں؟ وہ انسان قابل مبارکباد ہے جو اپنی خیر خواہی کے ساتھ دوسروں کی خیر خواہی کرتا ہے، اور ہدایت وتوفیق تو اللہ ملک الوہاب ہی دینے والا ہے۔

یہود ونصاریٰ ملعون ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی اس بیماری میں جس سے آپ جان بر نہ ہو سکے فرمایا: (لعن اللہ الیھود و النصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد) ''یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا'' (۱)

یہ حدیث ہمیں بتا رہی ہے کہ اللہ نے یہود ونصاریٰ پر اس لئے لعنت بھیجی کہ انہوں نے قبروں کی پوجا پاٹ اور عبادت و سجود سے اپنے آپ کو لعنت کا حقدار بنالیا، اس حدیث کو دلیل بنا کر ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ قبروں کو سجدے کرتے ہیں اور قبر پرستی کے تنوع کا سامان بہم پہنچاتے ہیں وہ سبھی ملعون ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو خطرہ لاحق ہوا کہ میرے مرنے کے بعد لوگ یہود ونصاریٰ کی طرح میری قبر کی اس طرح تعظیم نہ کرنے لگ جائیں جس طرح ان سے پہلے لوگوں نے بطور تعظیم انہیں مساجد کا درجہ دیدیا تھا، یہود ونصاریٰ پر لعنت بھیجنے سے اس امر کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا کہ جو لوگ ان کے نقش قدم پر چلیں گے وہ بھی قابل مذمت ہیں۔ (۲)

مسلمان بھائیو! یہود ایک منکر [نعمت] قوم ہے یہودیوں نے اپنے اوپر اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کا انکار کیا اور اس کی تمام نعمتوں کو جھٹلایا اور اس کے نبیوں سے جنگ کی اور ان کو قتل کیا تو اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کے حقدار ہوئے۔

---

(۱) صحیح بخاری فی الصلاۃ، باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ ج۲/ ۱۱۱ فی الجنائز: باب مایکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور، وصحیح مسلم فی المساجد: باب النھی عن بناء المساجد علی القبور۔ (۲) دیکھئے فتح الباری ج۱ص:۱۹۵۔

قارئین کرام! مسلمانوں کے آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مشاہد و مزارات کو نماز پڑھنے یا دعا وغیرہ مانگنے کے لئے خاص کرنا دین اسلام میں سے نہیں، بلکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ روز پہلے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا(ان من كان قبلكم كانوا يتخذون القبور مساجد، الا فلاتتخذوا القبور مساجد، فانی انهاكم عن ذلك) ''تم سے پہلے کے لوگ قبروں کو مسجدیں بنالیتے تھے، خبردار تم قبروں کو مسجدیں نہ بنانا میں تمہیں اس سے روکتا ہوں'' (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں(فلولا ذاك لابرز قبره غير انه خشي ان يتخذ مسجدا) ''اگر یہ(قبر پرستی) خطرہ نہ ہوتا کہ آپ کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیا جائے گا تو آپ کی قبر کو ظاہر کیا جاتا'' (۲)

کوئی پوچھ سکتا ہے کہ آخر اس میں کیا حکمت ہے؟

علماء فرماتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ نے قبر کو مسجد بنانے سے اس اندیشہ کے پیش نظر منع فرمایا کہ لوگ قبر اور صاحب قبر کی تعظیم میں غلو نہ کرنے لگ جائیں اور فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں اور بسا اوقات یہ چیزیں کفر کا باعث بنتی ہیں، جیسا کہ گزشتہ بہت ساری امتوں سے ایسا صادر ہوا ہے اور آپ کو یہ معلوم ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کو مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر جب مسجد نبوی کو بڑھانے کی ضرورت پڑی تو انہوں نے امہات المومنین کے کمروں کو

---

(۱) صحیح مسلم كتاب المساجد ' باب النهى عن بناء المساجد على القبور-

(۲) صحیح بخاری كتاب المغازی باب مرض النبی ووفاته ،صحیح مسلم كتاب المساجد باب النهى عن بناء المساجد على القبور-

مسجد نبوی میں شامل کر دیا جس میں حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہے جہاں نبی کریم ﷺ مدفون ہیں، انہوں نے آپ کی قبر کے اردگرد ایک دائرہ نما بلند دیوار تعمیر کی تا کہ مسجد میں ہونا نہ ظاہر ہو اور لوگ اس کی طرف نماز پڑھے اور اس محذور سے بچ سکے، پھر دو دیواریں قبر کی دوشالی رکنوں کی طرف سے تعمیر کی اور ان کو ترچھا اور ٹیرھا رکھا تا کہ کوئی قبر کی طرف اپنا رخ نہ کر سکے، پھر بنوامیہ کے زمانے میں اسی کو مسجد میں شامل کر دیا گیا اور لوگ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھول گئے (اللهم لا تجعل قبری وثنا، لعن الله قوما اتخذوا قبور انبیائهم مساجدا) ''اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا، اللہ کی لعنت ہو ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا'' (۱)

آپ نے یہ بھی دعا فرمایا (لاتتخذوا قبری عیدا وصلو علی حیثما کنتم، فان صلاتکم تبلغنی) ''میری قبر کو میلہ نہ بنالینا تم جہاں کہیں رہنا مجھ پر درود بھیجتے رہنا اس لئے کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے'' (۲)

جب آدمی آپ ﷺ کا یہ فرمان سنتا ہے تو ان لوگوں کو دیکھ کر تعجب کرتا ہے جن کو صرف یہ فکر لاحق رہتی ہے کہ کس طرح قبروں پر مسجد بنانے میں ایک دوسرے پر سبقت کیا جائے پھر ان کا یہ دعوی ہوتا ہے کہ جو اس میں مدفون ہیں وہ اللہ کا ولی ہے، حالانکہ اگر وہ سچ مچ اللہ کے ولی ہوتے تو انہیں اس حرکت پر ڈانٹتے اور پھٹکارتے اس پر طرہ یہ کہ ایک دن سال میں وہ اس کا عرس مناتے ہیں اور ایسے ایسے کام کرتے ہیں جن سے اللہ اور اس کے رسول راضی نہیں ہو سکتے، جب کہ دین اسلام اس سے اس

---

(۱) حدیث صحیح ہے، مسند احمد ج ۲/ص: ۲۴۶، حدیث: ۷۳۵۲، حلیہ الاولیاء لابی نعیم ج ۷ ص ۳۱۷۔

(۲) حدیث صحیح ہے سنن ابوداؤد کتاب المناسک باب زیارۃ القبور ح: ۲۰۴۲۔

طرح بری ہے جس طرح بھیڑیا یوسف بن یعقوب علیہ السلام کے خون سے بری ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مشاہد ومزارات وغیرہ پر جو نمازیں پڑھی جاتی ہیں اوردعائیں مانگی جاتی ہیں مسلمانوں کے آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دین اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور آئمہ مسلمین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پنج وقتہ نمازیں مسجد میں ادا کرنا ہی عظیم عبادت ہے اوراہم قربات کا باعث ہے، جو جماعت کے ساتھ پنج وقتہ نماز پڑھنے کے بجائے تنہا نماز پڑھنے کو بہتر سمجھے، یا مشاہد ومزارات میں نماز پڑھنے اوردعا مانگنے کو مسجدوں میں نماز پڑھنے اوردعا کرنے سے بہتر جانے تو گویا دین اسلام کا پٹہ اس نے اپنی گردن سے نکال پھینکا۔ (۱)

مسلمان بھائیو اور بہنو! اسلام چاہتا ہے کہ کہ مسلمان شرک اوراس کے مداخل [راستوں] سے دور رہے اسی بنا پر اسلام ان تمام وسائل وذرائع پر روک اور پابندی لگاتا ہے جہاں سے شرک ایک مسلمان کے دین میں داخل ہوسکتا ہے ان راستوں میں سے ایک راستہ جس پر اسلام نے پابندی عائد کی ہے وہ قبروں پر مسجدوں کی تعمیر ہے اورقبروں کو مساجد بنالینا ہے یعنی قبروں پر سجدہ کرنا ہے پھر یہ چیزیں قبروں کے اردگرد طواف کرنے کا اور اللہ کو چھوڑ کر قبر والوں سے دعائیں کرنے کا باعث بنتی ہیں اور صاحب قبر کو اپنے اور رب کے درمیان واسطہ اور وسیلہ بنانے پر ابھارتی ہے جب کہ ان چیزوں کا تعلق اسلام سے نہیں ہے۔

بنابریں اسلام اپنے رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ کی زبانی سختی سے منع کرتا ہے کہ یہود ونصاری اسی عمل کرتوت کے باعث ملعون قرار دیئے گئے، ان میں قبر پرستی عام تھی جس طرح آج مسلمانوں میں

(۱) ماخوذ رسالہ صلاۃ الجماعۃ لابن تیمیہ ص: ۱۹۔

قبر پرستی عام ہے حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اغاثۃ اللہفان میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص موجودہ مسلمانوں کا حدیث نبوی کی روشنی میں موازنہ کرے تو وہ دیکھے گا کہ آج مسلمانوں کی اکثریت کس طرح حدیث نبوی کی مخالفت کر رہی ہے جیسے یہ کہ نبی ﷺ نے قبروں پر مساجد کی طرح عمارت بنانے سے سختی کے ساتھ روکا مگر آج ان پر بڑی بڑی عمارت بنا کر ان کا نام خانقاہ، مزار شریف اور درگاہ وغیرہ رکھا جاتا ہے۔

اس لئے مسلمانوں کو ان افعال کے ارتکاب سے بچنا چاہئے کیوں کہ جو بھی ان افعال کا اتکاب کرے گا وہ شریعت کی نظر میں ملعون ٹھہرے گا۔ واللہ المستعان

عورت کی غیر فطری جگہ میں جماع کرنے والا ملعون ہے

یہ ایک کبیرہ گناہ ہے اور اس فعل کا مرتکب وہی آدمی ہوتا ہے جس کا ایمان کمزور ہوتا ہے اور یہ ایک گھٹیا، فطرت سے ہٹ کر بدنما فعل ہے، رسول اکرم ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ملعون من اتی امراۃ فی دبرھا) ''وہ شخص ملعون ہے جو عورت کو پچھلے راستے سے استعمال کرتا ہے'' (۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کی غیر فطری جگہ میں جماع کرنے والا ملعون ہے۔

مسلمان بھائیو اور بہنو! اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے شوہر کے لئے اپنی بیوی کے پاس اس کے اگلے راستہ (یعنی فرج) میں آنا جائز ہے چاہے وہ جس طرح آئے، اس سلسلہ میں قرآن کریم کی یہ

---

(۱) سنن ابوداؤد فی النکاح باب جامع فی النکاح، وابن ماجہ فی النکاح باب النہی عن اتیان النساء فی ادبارھن۔

آیت کریمہ ﴿ نِسَاءُ کُم حَرۡثٌ لَّکُم فَاۡتُوۡا حَرۡثَکُمۡ اَنّیٰ شِئۡتُمۡ ﴾ (۱)

کہ ”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتاں ہیں لہذا اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے بیوی کو کھیتی سے تشبیہ دے کر یہ واضح کیا ہے کہ نطفہ جو بیج کی طرح ہے اسے وہاں ڈالا جائے جہاں پیداوار کی امید ہو خواہ کسی بھی صورت ڈالا جائے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ آگے سے صحبت کرو یا پیچھے سے مگر دبر میں یا حیض کی حالت میں صحبت نہ کرو۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: اپنی بیوی کے پاس آؤ جس طرح چاہو مگر دُبر اور حیض کی حالت میں نہ آؤ“ (۳)

آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے (من اتی حائضا او امراءۃ فی دبرھا او کاھنا فقد کفر بما انزل علی محمد ﷺ) ” جو شخص کسی حائضہ عورت سے جماع کرے یا بیوی کے دبر میں جماع کرے یا کسی کاہن کے پاس جائے تو اس نے محمد پر نازل کردہ شریعت کا انکار کیا“ (۴)

دبر میں وطی یعنی صحبت کرنا حرام ہے جس نے اس کی حرمت سے لاعلمی کے بنا پر ایسا کیا تو اسے اس

---

(۱) سورۃ البقرہ آیت: ۲۲۳۔

(۲) سنن ترمذی تفسیر القرآن ح: ۲۹۸۔

(۳) سنن دارمی ج ۱/۲۵۸۔

(۴) سنن ترمذی باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان الحائض ح: ۱۳۵۔

سے روکا اور منع کیا جائے گا، منع کیئے جانے کے بعد اگر وہ پھر اس فعل کو دوہرائے گا تو اسے سزا دی جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو ایسا کرنے پر مارا۔

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اس کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ایسا کوئی کافر ہی کرسکتا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا کوئی مسلمان ایسا کرسکتا ہے؟

اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس نے اپنی بیوی سے اس کے پیچھے کے راستہ میں جماع یعنی ہم بستری کی تو اس نے بڑے گناہوں میں سے ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا، اسے چاہیئے کہ اپنے اس کام سے توبہ کرے جس سے اللہ نے اسے روکا ہے، اور جس کے مرتکب کو نبی کریم ﷺ نے ملعون قرار دیا ہے، یہ لعنت اس وقت تک اس کے ساتھ چپکی رہے گی جب تک وہ اپنی اس برائی کا ارتکاب کرتا رہے گا یہ جان لینے کے بعد کہ اس معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول کا کیا حکم ہے۔

مسلمان بھائیو اور بہنو! موجودہ زمانہ میں طب نے یہ ثابت کردیا ہے کہ مردوں میں ستر فیصد سے زیادہ ایسے لوگ جو اپنی عورت کی دبر استعمال کرتے ہیں قوت مدافعت کی کمی کے شکار ہیں، اور انسان بہت پہلے سے آتشک، سوزاک اور السر جیسی بیماریوں کو جانتا ہے کہ یہ ان بیماریوں کی طرح ہے جو مردوں سے عورتوں اور عورتوں سے مردوں میں جنسی ملاپ یا ہم جنس پرستی کے نتیجہ میں منتقل ہوتی ہیں، پھر اس صدی میں اچانک پوری دنیا نے ایڈز جیسی مہلک بیماری کا سامنا کیا، اور یہ بات واضح اور

معروف ہے کہ مرد یہ منی اپنی بیوی کے اندام نہانی میں ڈالے یہ ایک ایسی بات ہے جس کا اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت میں دیا ہے اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ بچہ دانی کے اندر کچھ مخالف مواد ہوتے ہیں جو اس مواد کے مطابق ہوتے ہیں جو مرد کے منی میں موجود ہوتے ہیں اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا غیر فطری طریقہ سے شہوت پوری کرنے سے قوت مدافعت والی مشین کمزور ہو جاتی ہے، جب کہ مرد کا اپنی منی کو عورت کے اندام نہانی میں ڈالنے سے قوت مدافعت میں کوئی کمی پیدا نہیں ہوتی، لیکن جب مرد اس پانی کو اس کی اصل جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ ڈالے گا جیسے یہ کہ شوہر اپنی بیوی کے پیچھے کے راستے میں آئے تو یہ خطرناک بیماری کے لگ جانے کا باعث ہو سکتا ہے، اس سے اللہ کی وہ حکمت بھی واضح ہو جاتی ہے جو اس نے ہم جنس پرستی کو اس کے تمام انواع واقسام کے ساتھ جیسے لواطت، جلق، اپنی بیوی کے پچھلے راستہ میں آنا اور حیض کی حالت میں عورتوں کے پاس آنا اس کے پاک ہونے تک حرام قرار دیا ہے، یہ تمام تر نئی معلومات مذہب اسلام کے لئے کوئی نئی نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ پاک نے ہمیں قرآن کریم میں پندرہ سو برس پہلے اس کی خبر دی ہے، اللہ تعالی نے سچ فرمایا ہے وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے ﴿ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ﴾ (سورۂ فصلت آیت:۵۳)

” عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق (عالم) میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے“

ہر مسلمان کو اس فعل سے باز رہنا چاہئے اس لئے کہ اس کے مرتکب کی طرف اللہ تعالی نظر رحمت نہیں فرمائے گا، جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لا

ینظر اللہ الی رجل اتی رجلا او امراۃ فی الدبر) اللہ اس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جو کسی مرد کے پاس آئے یا عورت کے دبر میں آئے'' (۱)

معلوم ہوا کہ اپنی بیوی سے خلاف فطرت کام کرنا حرام ناجائز اور باعث لعنت ہے۔

مسلمان بھائیو! آپ نے یہ جان لیا کہ اپنی بیوی سے غیر فطری عمل کرنے والا ملعون ہے، اور آج بہت سے جہال اس برے کام میں مبتلا ہیں اور ایسا دین کے احکام ومسائل سے ناواقف رہنے کی بنا پر کرتے ہیں، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دین کے احکام کو جانیں تاکہ وہ اس معصیت میں گرفتار نہ ہوسکیں۔

اسی لئے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عالم یا متعلم بن کر رہو، سننے والا یا علم سے محبت رکھنے والا بن کر رہو اور پانچویں کوئی چیز نہ بنو ورنہ تباہ وبرباد ہوجاؤ گے، وہ شخص جو علم نہیں رکھتا ہے اور نہ ہی علم حاصل کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی سننا چاہتا ہے اور نہ ہی ایسے شخص کو پسند کرتا ہے جو علم سے محبت رکھتا ہے بلکہ جہالت اور جاہلوں کو پسند کرتا ہے۔ فنسال اللہ ان یعلمنا ماینفعنا، و ان ینفعنا بما علمنا انہ علی ما یشاء قدیر۔

خلاصہ یہ کہ عورت کی دبر میں جماع کرنا بہر صورت حرام ہے چاہے میاں بیوی دونوں اتفاق اور باہمی رضامندی سے ہی یہ کام کیوں نہ کریں کیوں کہ کسی حرام کام پر باہم رضامندی اس کو حلال نہیں بنا سکتی، اس لئے مجامعت ہر صورت میں فرج یعنی بچہ نکلنے والی جگہ میں ہی ہونی چاہئے۔

---

(۱) سنن ترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی کراھیۃ النساء فی ادبارھن یہ حدیث حسن غریب ہے، صحیح ابن حبان۔

حلالہ کرنے اور کروانے والا دونوں ملعون ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لعن اللہ المحل و المحلل له) ''اللہ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہے دونوں پر لعنت فرمائی ہے'' (۱)

حلالہ کا مفہوم:

کوئی شخص مطلقہ ثلاثہ سے اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ اس کے ساتھ ہمبستری کرنے کے بعد اسے طلاق دیدے گا تا کہ وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے، اس غرض سے نکاح کرنے والے کو محلل (حلالہ کرنے والا) اور جس کے لئے عورت کو حلال کیا جا رہا ہو اسے محلل لہ (پہلا شوہر) کہتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شاگرد امام محمد بن حسن الشیبانی اپنی کتاب الاثار میں حلالہ کی تعریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرد اپنی عورت کو تین طلاق دے پھر اس کا نکاح دوسرے مرد سے کردے تا کہ وہ اس کے لئے اس کو حلال کر دے۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ حلالہ کی تعریف کرتے ہوئے اپنی مشہور کتاب اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں کہ جس عورت کو تین طلاقیں ہو چکی ہوں اس کا نکاح کسی سے صرف اس لئے کر دینا کہ وہ پہلے

---

(۱) سنن ترمذی النکاح باب ماجاء فی المحلل والمحلل له، امام ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے، سنن ابی داؤد فی النکاح باب فی التحلیل، ودیگر کتب حدیث۔

شوہر کے لئے حلال کردے اور نیا شوہر سیاہ کاری کر کے اسے طلاق دیدے اور پہلا دیوث شوہر اس سے پھر نکاح کر لے۔

مسلمان بھائیواور بہنو! نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے والے پر اور جس کے لئے ایسا کیا گیا ہے لعنت کی ہے کیوں کہ اس میں مروت کی پامالی، حیا کی کمی اور نفس کی کمینگی اور بے غیرتی ہے، کیا اسلام میں ایسا ہے کہ غلطی کرے کوئی اور سزا دی جائے کسی اور کو، کیا حلالہ میں ایسا نہیں ہے کہ غلطی شوہر نے کی ہے اور سزا بیوی کو دی جارہی ہے اور وہ بھی ایسی سزا جس میں اس کی عصمت تار تار کی جاتی ہے اس سے زیادہ بے شرمی اور بے حیائی کی بات اور کیا ہوگی۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے والے کو کرایہ کا بکرا کہا ہے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الا اخبركم بالتيس المستعار؟ قالوا بلی یارسول الله قال هو المحلل ، لعن الله المحلل و المحلل له) "میں تمہیں کرایہ کا بکرا نہ بتادوں؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! فرمایا وہ حلالہ کرنے والا ہے، اور اللہ تعالی نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہے اس کو ملعون قرار دیا ہے" (۱)

یہ حدیث بھی حلالہ کے حرام ہونے کی دلیل ہے کیوں کہ لعنت صرف حرام کے مرتکب پر ہی ہوتی ہے۔

---

(۱) سنن ابن ماجہ فی النکاح اور اس کی اسناد حسن ہے اور یہ حدیث اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے، علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے حسن کہا ہے، دیکھئے صحیح سنن ابن ماجہ۔

اہل الاثر نے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ آپ اس عورت کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس سے میں نے شادی اس کے شوہر کے لئے حلال کرنے کے لئے کیا، اس نے نہ مجھے حکم دیا اور نہ وہ جانتا ہے، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا شادی تو رغبت سے ہی ہوتی ہے اگر تم کو پسند آتا ہے تو روک لو اور اگر ناپسند ہو تو اسے علیحدہ کر دو اور اس عمل کو ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں زنا تصور کرتے تھے۔ (۱)

اور اثرم اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: (لا اوتی بمحلل ، ولا محلل له الا رجمتهما) ''میرے پاس حلالہ کرنے والا اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں لائے گئے تو میں دونوں کو سنگسار کر دوں گا'' (۲)

سنن بیہقی میں ہے کہ (ان عثمان بن عفان رفع اليه رجل تزوج امراء ة ليحلها لزوجها ففرق بينهما) ''کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایسے نکاح کو ختم کروادیا اور مرد عورت میں تفریق کروادی''

حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے حلالہ کے متعلق پوچھا گیا؟ تو انہوں نے فرمایا: (كلاهما زان) ''دونوں بدکار ہیں'' (۳)

---

(۱) المحلی ج۱۰/۱۸۱۔

(۲) ابن ابی شیبه ج٤/ ۲۹٤۔

(۳) مصنف ابن ابی شیبه ج٤/۲۹٤۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تھی کہ اگر کوئی اس کی بیوی سے نکاح کر کے اس کے لئے حلال کردے تو آپ کا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: (من يخادع الله يخدعه) ''جو اللہ کے ساتھ مکر وفریب کرتا ہے اللہ اس کے مکر وفریب کو ناکام کردیتا ہے'' (المحلی ج ۱۰/۱۸۱)

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب وہ پہلے شوہر کے لئے حلال کرنے کی نیت سے شادی کرے پھر اس کا جی چاہے کہ اس کو رکھ لے اور اس کو جدا نہ ہونے دیں تو از سر نو نیا نکاح کرے۔

اہل علم نے یہ ذکر کیا ہے یہ حدیث (لعن الله المحلل والمحلل له) دلیل ہے کہ حلالہ حرام ہے۔
اور مہذب ابو اسحاق شیرازی میں ہے کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے پڑوسی نے اپنی بیوی کو ناراضگی کی حالت میں طلاق دیدی ہے اب انہیں بہت زیادہ پریشانی وتکلیف ہے، میں اپنے نفس اور مال کا احتساب چاہتا ہوں تو کیا میں اس سے نکاح کرلوں اور پھر اس کے ساتھ دخول کروں پھر اس کو طلاق دیدوں پھر وہ اپنے شوہر اول کی طرف لوٹ جائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا نکاح وہ ہے جو رغبت سے کیا جائے، اس میں کوئی تدلیس اور دھوکہ نہ ہو اور نہ ہی اللہ کی کتاب کے ساتھ ہنسی مذاق ہو۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر ایک کامل کتاب تحریر کی ہے جس کا نام ہی اقامۃ الدلیل علی ابطال التحلیل رکھا ہے آپ نے اس میں یہ تحریر فرمایا ہے: یہ رسول اللہ ﷺ کی واضح حدیث ہے جس میں آپ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہے دونوں کو ملعون قرار دیا ہے، اور یہ سب سے زیادہ واضح اور روشن دلیل ہے کہ حلالہ حرام اور باطل ہے اس لئے کہ آپ نے

حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت کی ہے، معلوم ہوا کہ حلالہ مروجہ حرام ہے، اور لعنت تو معصیت ونافرمانی کے کرنے پر ہی ہوتی ہے، بلکہ گناہ کبیرہ کرنے ہی پر لعنت پڑتی ہے، اس لئے کہ صغیرہ گناہیں تو نیکیاں کے کرنے سے مٹ جاتی ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے، اور لعنت کا معنی اللہ کی رحمت سے دور ہونا ہے اور اللہ کی رحمت سے دوری گناہ کبیرہ کے ارتکاب کرنے پر ہی ہوتی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہر وہ گناہ جس کا اختتام غضب پر ہو یا لعنت یا عذاب یا جہنم کی آگ پر ہو وہ گناہ کبیرہ ہے، اور یہ نکاح حلالہ کے باطل ہونے کی دلیل ہے، اس لئے کہ نکاح محرم (حرام نکاح) باتفاق فقہاء باطل ہے۔

پھر جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہے اس کی لعنت کی گئی ہے اس سے یہ واضح ہو گیا کہ اس حلالہ کی وجہ سے وہ حلال نہیں ہوئی ہے کیوں کہ اگر اس کے لئے حلال ہوتا تو نکاح مباح اور جائز ہوتا اور لعنت کا وہ حقدار نہیں رہتا تو معلوم ہوا کہ حلالہ کرنے والے نے جو کچھ کیا وہ حرام اور باطل ہے، اور اگر تین طلاق دینے کے بعد حلالہ کر کے شادی کر لے تو ایسی شادی باطل اور حرام ہے جب کہ مجرد عقد نکاح کا حرام ہونا اس کے بطلان کے لئے کافی ہے، حدیث کے نصوص سے پتہ چلا کہ یہ حرام ہے، اس لئے کہ آپ نے حلالہ کرنے والے اور جس شخص کے لئے حلالہ کروایا جاتا ہے دونوں پر لعنت کی ہے معلوم یہ ہوا ہر وہ عورت جس سے شادی کرنا حرام ہو اس سے عقد نکاح کرنا باطل ہے اور یہ اجماع یقینی سے ثابت ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ حلالہ اللہ تعالی اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے صحابہ تابعین

اتباع تابعین کے نزدیک ایک ملعون شے اور حرام ہے، اللہ تعالی مسلمانوں کو اس شرمناک فعل سے بچائے۔ آمین۔

صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہنے والا ملعون ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لعن اللہ من سب اصحابی) ''اللہ اس پر لعنت کرے جس نے میرے صحابہ کو گالی دی'' (۱)

قارئین کرام! رسول اللہ ﷺ کے سارے صحابہ ثقہ اور منصف تھے، قرآن کریم نے ہمیں ان کی پاکیزگی کے بارے میں بتایا ہے، اللہ نے اپنی کتاب میں ان کی تعریف وتوصیف فرمائی ہے اور اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کی زبانی بھی ان کی تعریف بیان کی ہے اس لئے یہ کہا جاتا ہے جب تم کسی شخص کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کسی کی تنقیص اور بے ادبی کرتے ہوئے دیکھو تو یہ سمجھ لو کہ یہ زندیق اور بددین آدمی ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ برحق ہیں، قرآن برحق ہے اور جو آپ لے کر آئے ہیں وہ حق اور سچ ہے اور یہ سارا کا سارا دین ہم تک صحابہ نے پہنچایا ہے اور یہ لوگ ہمارے ان گواہوں کو مجروح اور مطعون کرنا چاہتے ہیں تاکہ کتاب وسنت کو باطل کردیا جائے جب کہ ہمیں ان کے ساتھ جرح کرنا زیادہ اولی اور بہتر ہے کیوں کہ یہ لوگ زندیق ہیں۔

---

(۱) یہ حدیث حسن ہے، طبرانی کبیر اور ہیثمی مجمع الزوائد کتاب المناقب ج ۲۱/ میں فرماتے ہیں اس میں ابن سیف خوارزمی ہے جوکہ ضعیف ہے لیکن اس کے مزید شواہد ہیں جس سے یہ حسن کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے، علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو حسن قرار دیا ہے، ملاحظہ فرمایئے صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ ج ۵/ ۲۳۔

مسلمان بھائیو! قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالی نے اپنے نبی کے صحابہ کی تعریف اور فضیلت میں متعدد آیات نازل فرمائی ہیں چنانچہ فرمان الٰہی ہے﴿ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ (۱)

''جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا اس کے بعد کہ انہیں پورے زخم لگ چکے تھے، ان میں سے جنہوں نے نیکی کی اور پرہیزگاری برتی ان کے لئے بہت زیادہ اجر ہے وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لئے ہیں تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھادیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے''

ان آیات کریمہ میں ان کی قوت ایمانی اور آزمائش میں صبر اور تمام امور ومعاملات کو اللہ ہی کے حوالہ کرنے کی تعریف کی ہے اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہا وہ مہاجرین وانصار ہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک ہوئے فرمان الٰہی ہے ﴿وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَّهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾(۲)

'' اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد پہنچائی یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی''

---

(۱) سورۂ آل عمران آیت:۱۷۲۔۱۷۳۔

(۲) سورۂ انفال آیت:۷۴۔

کوئی تعجب نہیں کہ وہ صحابہ ہیں اور اللہ رب العالمین کے یہاں ان کا بدلہ مغفرت وبخشش اور عمدہ روزی ہے، اور جیسا کہ اہل بلاغت کہتے ہیں کہ لفظ مغفرۃ یہاں نکرہ آیا ہوا ہے جو دلیل ہے کہ ان کے لئے مغفرت وبخشش ہے، وہ مغفرت وبخشش کیا ہے؟ ایسی مغفرت وبخشش ہے جو ان کے تمام گناہوں اور تمام عیوب پر پردہ ڈالنے والی ہے، فرمان باری تعالی ہے ﴿وَالسَّبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَداً ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (۱)

’’اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے‘‘

وہ لوگ اس درجہ کو پہنچے کہ اللہ اس سے راضی ہوئے، یہ کس قدر بلند مرتبت اور درجہ ہے، آدمی دنیا میں اللہ کی عبادت میں حد درجہ محنت ومشقت کرتا ہے پھر جا کے وہ اللہ کی رضا حاصل کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو دنیا میں جیتے جی بشارت دی گئی، اللہ ان کے اقوال واعمال اور اوصاف سے خوش ہوئے اور وہ بھی اللہ سے خوش ہوئے، فرمان الٰہی ہے ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَافِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْباً وَمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزاً حَكِيْماً﴾ (۲)

---

(۱) سورۂ توبہ آیت: ۱۰۰۔

(۲) سورۂ فتح آیت: ۱۹۔

’’یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہوگیا جب کہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کرلیا اور ان پر اطمنان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی، نیز بہت سی غنیمتیں جنہیں وہ حاصل کریں گے اور اللہ غالب حکمت والا ہے‘‘

اللہ نے جان لیا کہ ان کے دلوں میں کیا ہے اور ان کے اسرار و بھید پر مطلع وآ گاہ ہوا پھر ان سے خوش ہوا، اس لئے کہ وہ منصف ہیں، بلکہ مطلق طور پر امت کے سب سے بہترین لوگ ہیں، پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس کے بعد آنے والا شخص ان کو سب وشتم کرے حقیقت میں ایسے لوگ ملعون، بد بخت اور گھٹیے ہیں اس لئے کہ انہوں نے صحابہ کی قدر و منزلت کو نہ جانا جنہوں نے اسلام کا پیغام اپنے سینوں سے لگا کر ملکوں کا سفر کیا اور اسی کی وجہ سے لوگوں سے جنگیں لڑیں یہاں تک کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے، اللہ نے سچ فرمایا ہے ﴿لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾ (الحدید آیت:۱۰)

’’تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ دوسروں کے برابر نہیں، بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کئے، ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ خبردار ہے‘‘

ان تمام آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرات صحابہ کے مناقب کو بیان کیا ہے لیکن اس کے باوجود کچھ بد بخت لوگ ایسے ہیں جو صحابہ کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور انہیں ہدف طعن بناتے ہیں جب کہ صحابہ کرامؓ آسمان نبوت کے درخشان ستارے ہیں اور نزول شریعت کے عینی شاہد ہیں اس لئے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے انہیں برا بھلا کہنے والوں کو ملعون قرار دیا ہے۔

عمر بن حبیبؒ کا صحابہ کرام کے لئے دفاع

عمر بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں ہارون رشید کی مجلس میں حاضر ہوا تو ایک مسئلہ پر حاضرین کے درمیان تنازع اور اختلاف رونما ہوا اور ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں، ان میں سے ایک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مستدل بنایا تو دوسرے کچھ لوگوں نے اس حدیث کو مسترد کر دیا اس طرح بحث ومباحثہ بڑھ گیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک سننے والے نے کہا یہ حدیث رسول ﷺ ہمیں مقبول نہیں کیوں کہ حضرت ابو ہریرہ متہم راوی ہیں اور اس کی کذب بیانی واضح کی، میں نے ہارون رشید کو دیکھا کہ وہ انہیں کی طرف مائل ہو گیا، اور ان کے قول کی تائید کی، تو میں نے کہا یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح طور پر منقول ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایات نقل کرنے میں صحیح ہیں، نبی ﷺ اور دوسرے سے روایات نقل کرنے میں سچے ہیں تو ہارون رشید نے غضبناک نگاہ سے میری طرف دیکھا، میں مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھر واپس آ گیا، تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ مجھ سے کہا گیا کہ بادشاہ کا قاصد ہمارے گھر کے دروازہ پر ہے، پھر وہ اندر داخل ہوا اور مجھ سے کہا، امیر المومنین آپ کو قتل کرنے کے لئے بلا رہے ہیں اس لئے خوشبو لگا لیجئے اور کفن پہن لیجئے، میں نے دعا کی کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے نبی کے ساتھی کا دفاع کیا ہے اور تو نے اپنے نبی کی شان وعظمت بلند کی ہے کہ کوئی تیرے نبی کے ساتھی پر کیچڑ اچھالے، اے اللہ تو مجھے اس سے بچا لے، پھر میں ہارون رشید کے پاس لایا گیا، وہ اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنے دونوں بازوؤں کو کھلا رکھا تھا، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھ سے کہا اے عمر بن

حبیب! میں نے کسی کو تردید اور دفاع کرتے ہوئے ایسا نہ پایا جیسا تو نے کیا ہے، میں نے کہا اے امیر المومنین جو آپ نے کہا ہے اور جس کے متعلق آپ نے بحث ومباحثہ کیا ہے اس سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کی لائی تعلیمات کی تحقیر ہوتی ہے، جب آپ ﷺ کے ساتھی جھوٹے ہوئے تو پوری کی پوری شریعت باطل ہے، نماز روزہ طلاق نکاح اور حدود کے جتنے فرائض واحکام ہیں سب مردود اور غیر مقبول ہے، یہ سن کر ہارون رشید اپنے نفس کی طرف پلٹے اور پھر فرمایا اے عمر بن حبیب تم نے مجھے زندہ کیا اللہ تمہیں زندہ رکھے اور پھر مجھے دس ہزار درہم دینے کا حکم صادر فرمایا۔

مسلمان بھائیو اور بہنو! نبی کریم ﷺ کو معلوم تھا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ہمارے صحابہ کو برا بھلا کہیں گے اس لئے آپ نے ہمیں متنبہ کرتے ہوئے فرمایا (لا تسبو اصحابی فو الذی نفسی بیدہ لو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما ادرك مد احدھم و لا نصیفه) ''تم میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو کیوں کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے اگر کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو اس کا ثواب صحابہ کے خرچ کئے ہوئے ایک مد یا آدھے مد کو بھی نہیں پہنچ سکتا'' (۱)

امام طیبی رحمۃ اللہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان مبارک (لو ان احدکم انفق) کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں'' حضرات صحابہ میں سے کوئی شخص ایک مد یا آدھا مد اناج خرچ کر کے اپنے اخلاص صدقِ نیت اور کمال نفس کے سبب جو اجر وثواب حاصل کرتا ہے تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر کے بھی وہ اجر وثواب حاصل نہیں کرسکتا۔ (۲)

---

(۱) صحیح مسلم، فضائل الصحابہ باب تحریم سب الصحابہ- (۲) شرح الطیبی ج۱۲/ ۳۸۴۱-

ایک دوسری حدیث میں ہے(من سب اصحابی فعلیہ لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین) ''جس نے میرے صحابہ کو گالی دی، اس پر اللہ تعالی کی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو''(۱)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحابہ کرام کو گالی دینا حرام ہے چاہے ان میں سے جو فتنہ سے دوچار ہوئے ہوں، اس لئے کہ لڑائیوں اور جنگوں میں ان کی شرکت بطور اجتہاد تھی، بنابریں ان میں سے کسی ایک کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے، جمہور علماء کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کو ان کے بعد والوں پر فضیلت حاصل ہے، اور ان کی فضیلت کی وجہ ان کا ضرورت اور تنگ حالی کے وقت خرچ کرنا ہے اس لئے کہ ان کا خرچ کرنا نصرت دین اور آپ کی حمایت کے لئے تھا، اور آپ ﷺ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد دوسروں کو یہ موقع نہیں مل سکا، اسی طرح ان کا جہاد کرنا اور تمام تر طاعات ونیکیاں ہیں، فرمان الٰہی ہے ﴿ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً﴾ ''تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ خرچ کیا ہے اور جہاد کیا ہے وہ [دوسروں کے] برابر نہیں، بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کئے'' (۲)

ان تمام اوصاف وخوبیوں کے باوجود وہ بڑے مشفق ومہربان تھے، محبت وپیار کرنے والے، خشوع وخضوع اور تواضع وانکساری کرنے والے تھے، ایثار وہمدردی کرنے والے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے تھے، انہیں آپ کے ساتھ رہنے اور اٹھنے بیٹھنے کا شرف حاصل تھا، اس لئے ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی عمل اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور نہ کوئی اس کے رتبہ کو پاسکتا ہے، ان کے فضائل ومحاسن کا

---

(۱) صحیح الجامع الصغیر حدیث: ۶۲۸۵۔ (۲) الحدید آیت:۱۰۔

قیاس سے اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، یہ درحقیقت اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ (۱)

معلوم یہ ہوا کہ جس نے صحابہ کو گالی دی اس نے بہت بڑا جرم اور گناہ کیا، اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت پر ضروری ہے کہ وہ اپنے دل میں اصحاب رسول ﷺ کی محبت کو موجزن رکھیں، ان کی قدر ومنزلت کو جانیں اوران کے مقام ومنصب کی تعظیم کریں، اس لئے کہ وہ ستارے ہیں جس نے بھی ان کی اقتداء وپیروی کی وہ راہ یاب ہوگیا، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں شامل کرے جو صحابہ کرام کا دل وجان سے احترام کرتے ہیں اورانہیں برا بھلا کہنے سے بچائے، کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو برا بھلا کہنے والا ملعون اور دین اسلام سے خارج ہے۔

چہرہ پر داغ (نشان) لگانے والا ملعون ہے

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے کہ (ان النبی صلی الله علیه وسلم مر علیه حمار قد وسم فی وجهه فقال لعن الله الذی وسمه) ''نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گذرا جس کے چہرہ کو داغا گیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس پر لعنت کرے جس نے اسے داغا'' (۲)

وسم کہتے ہیں علامت ونشانی کے طور پر آگ سے داغنے کو، اور یہ جانوروں کے جسم کے بعض حصوں میں پہچان کے واسطے کیا جاتا ہے تاکہ جانوروں کا دوسرے جانوروں سے خلط ملط نہ ہوجائے۔ اسلام نے چہرہ پر داغنے کو حرام قرار دیا ہے، اور یہ بھی معلوم رہنا چاہئے کہ آدمی کے چہرہ پر مارنا دین حنیف میں حرام قرار دیا گیا ہے جب کہ چہرہ پر داغنا بالاجماع منع ہے اور یہ آدمی کی شرافت وکرامت

---

(۱) شرح النووی علی مسلم ج/۱۶/۹۳۔

(۲) صحیح مسلم کتاب اللباس باب النهی عن ضرب الحیوان فی وجهه ووسمه فیه۔

کی وجہ سے بھی منع ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (نهى رسول الله ﷺ عن الضرب في الوجه ، وعن الوسم في الوجه) ''کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرہ پر مارنے اور داغنے سے منع فرمایا ہے'' (۱)

موجودہ دور میں بہت سے والدین اور مدرسوں واسکولوں کے ٹیچر بچوں کو سزا دینے کے لئے ان کے چہروں پر مارتے ہیں جب کہ اس میں ایک تو چہرے کی رسوائی ہے کہ جس چہرے کی وجہ سے اللہ نے انسان کو عزت بخشی ہے، دوسرا یہ کہ چہرے پر مارنے سے چہرے کے بعض اہم ترین حواس (آنکھ، کان، منہ ناک) کے ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے، اس لئے سزا کے لئے بھی چہرے پر نہ مارا جائے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: (راى رسول الله ﷺ حمارا موسوم الوجه، فانكر ذلك ،قال: فوا الله لاسمه الا في اقصى شئى من الوجه، فامر بحمارله، فكوى في جاعرتيه، فهو اول من كوى الجاعرتين)

''کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھا دیکھا جس کا چہرہ داغا ہوا تھا، تو آپ نے اس پر سخت ناگواری کا اظہار کیا، پس حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تو اس کو داغوں گا مگر کسی ایسے حصے کو جو چہرے سے سب سے زیادہ دور ہو [جیسے پیٹھ وغیرہ] پھر آپ نے اس گدھے کو لانے کا حکم دیا تو اس کے سرینوں کے کناروں کو داغا گیا، چنانچہ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کولھوں کے کناروں کو داغا'' (۲)

---

(۱)صحيح مسلم كتاب ا اللباس ،ح : ١٦٧٢ ـ

(۲)صحيح مسلم فى اللباس ،ح : ١٦٧٤ ـ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو داغنا حرام ہے اور جانوروں کے چہرے میں بھی داغنا منع ہے چہرے کے علاوہ اور جگہ اس غرض سے داغنا مستحب ہے کہ مالک اپنے جانور کو پہچان سکے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ داغنے کے بجائے جانور کو شناخت کے لئے اس پر رنگ کا نشان لگا دیا جائے۔

یہ ایک مثال ہے جب کہ اس طرح کی اور بھی مثالیں ہیں، یہ مثال ہمیں کھلم کھلا بتلا رہی ہے کہ اسلام اپنے منہج اور تشریع کے لحاظ سے دنیا کے لوگوں کے لئے کس طرح باعث رحمت ہے اور اسلام نے آج سے پندرہ سو سال پہلے جانوروں کے ساتھ برتاؤ کا جو قانون وقاعدہ وضع کیا تھا اسی نظام اور ضابطے کو اپنانے کا آج کے لوگوں سے مطالبہ ہے۔

راستوں اور سایہ دار جگہوں پر رفع حاجت کرنے والا ملعون ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اتقوا اللعانین قالوا وماهما يارسول الله ؟ قال الذي يتخلى في طريق الناس او في ظلهم) ''لعنت کے دو کاموں سے بچو، صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! لعنت کے وہ دو کام کونسے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: وہ شخص جو لوگوں کے راستہ میں یا ان کے سایہ دار جگہوں میں رفع حاجت (پیشاب و پاخانہ) کرتا ہے'' (۱)

ایک دوسری روایت جو حضرت معاذ بن جبل سے منقول ہے اس میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: (اتقوا الملاعن الثلاثه البراز في الموارد والظل وقارعة الطريق) ''لعنت کے تین اسباب سے اجتناب کرو گھاٹوں پر شاہراہ عام میں اور سایہ والی جگہ پر رفع حاجت کرنے سے'' (۲)

---

(۱) صحیح مسلم فی الطہارۃ، سنن ابی داؤد فی الطهارة باب المواضع التي نهى النبي صلی اللہ علیہ وسلم عن البول فيها۔

(۲) سنن ابن ماجہ كتاب الطهارة عن الخلاء في قارعة الطريق۔

پہلی حدیث میں ہے کہ لعنت کے دو کاموں سے بچو اور دوسری حدیث میں ہے کہ لعنت کے تین کاموں سے بچو مطلب یہ ہے کہ ایسے کاموں سے بچو جو لعنت کا باعث بنتے ہیں جو لوگوں کو اس بات پر ابھارتے اور آمادہ کرتے ہیں کہ ایسا کرنے والوں کو گالی دیا جائے اور لعن وطعن کیا جائے اور لوگوں کی یہ عادت ہے کہ وہ ایسا کرنے والوں کو لعن وطعن کرتے ہیں، تو گویا ان جگہوں پر پیشاب و پاخانہ کرنا لعنت کا سبب و ذریعہ ہے اس لئے لعنت کی نسبت اس کی طرف کردی گئی ہے۔

سایہ دار جگہوں سے مراد وہ جگہ جہاں آ کر لوگ سایہ حاصل کرتے ہیں اور جہاں لوگ ٹھہرتے ہیں، ہر سایہ دار جگہ مراد نہیں ہے اس لئے علامہ خطابی اور دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ سایہ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں آ کر لوگ سایہ حاصل کرتے ہوں جہاں آرام کرتے ہوں اور جہاں اترتے اور بیٹھتے ہوں اور آرام حاصل کرتے ہوں، ایسا نہیں ہے کہ ہر سایہ دار جگہ کے نیچے رفع حاجت کے لئے بیٹھنا حرام ہے، خود نبی کریم ﷺ کھجور کے درخت کے آڑ (سایہ) میں رفع حاجت کے لئے بیٹھے ہیں" (۱)

چونکہ لوگ آنے جانے کے لئے راستوں اور راحت وآرام حاصل کرنے کے لئے سایہ دار درختوں اور جگہوں کو استعمال کرتے ہیں اس لئے شریعت اسلامیہ نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے کہ راستوں اور سایہ دار جگہوں میں کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو دوسروں کی تکلیف کا باعث ہو، راستے میں کانٹے بچھانا یا اسے گندا رکھنا اسی قبیل سے ہے، مذکورہ بالا احادیث سے عام راستہ سایہ دار درخت، پانی کے گھاٹ پر رفع حاجت کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، اس کے باوجود بعض لوگ

---

(۱) صحیح مسلم فی الحیض، ابن ماجه الطهارة باب ارتیاد البول والغائط ۔

راستوں، سایہ دار جگہوں اور پانی کے گھاٹوں کو گندا کرتے ہیں، یہاں پر ایک بات اور یاد رکھئے کہ جو راستہ متروک ہو چکا ہو، عام گذرگاہ نہ رہا ہو وہاں قضائے حاجت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسلمان بھائیو اور بہنو! دین اسلام دوسرے تمام ادیان سے کہیں زیادہ اپنے ماننے والوں پر نظافت وصفائی کے بارے میں زور دیتا ہے اور اس کا اہتمام وخیال کرتا ہے، اس لئے کہ نظافت وصفائی عبادت کا ایک رکن ہے اور بیماریوں سے بچاؤ کا ایک راستہ ہے اور اسلامی تہذیب کا ایک درخشاں پہلو ہے، ایک مسلمان روزانہ پانچ مرتبہ وضو کرتا ہے اور ہفتہ میں کم از کم ایک بار غسل کرتا ہے اور ہر صبح وشام مسواک کرتا ہے اور قرآن کریم کی آیات بھی ہمیں اپنے جسم، کپڑے اور مسجدوں کی صفائی وستھرائی کی ترغیب دلاتی ہیں اللہ رب العالمین کا فرمان ہے ﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾ (۱)

''اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر''

یہ خطاب رسول کریم ﷺ اور آپ کے بعد آنے والے تمام مسلمانوں سے ہے کہ جب بھی وہ نماز کے لئے اور اللہ کے گھر میں عبادت بجالانے کے لئے داخل ہوں تو پاک وصاف ہو کر داخل ہوں، اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾ (۲)

''اللہ تعالی توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں پسند فرماتا ہے''

اس آیت میں ہر مومن ومسلم کو اللہ رب العالمین سے توبہ کرنے کی ترغیب اور ہمیشہ پاک وصاف رہنے کی تاکید کی گئی ہے، اللہ جل شانہ کا فرمان ہے ﴿ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلٰكِنْ يُرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ ﴾ (۳)

---

(۱) سورۂ مدثر آیت: ۴ (۲) سورۂ بقرہ آیت: ۲۲۲۔ (۳) سورۃ المائدہ آیت: ۶۔

’’ اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا ہے‘‘

﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ (سورۂ توبہ آیت:۱۰۸)

’’اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے‘‘

ان تمام آیات سے واضح ہے کہ مسلمانوں کی زندگی میں نظافت وصفائی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، اللہ کے رسول ﷺ اس سلسلہ میں ہمارے لئے بہترین مثال ونمونہ ہے، جس طرح آپ ﷺ اخلاق وعادات میں ہمارے لئے بہترین مثال ونمونہ ہیں اس طرح آپ نے ظاہری اور باطنی دونوں ہی طرح کی صفائی وستھرائی کو جمع کردیا ہے، اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو یہ دعوی کرتے ہیں مذہب اسلام نے صفائی کا اہتمام نہیں کیا ہے جب کہ اسلام دین حنیف ہے اس کا دامن اس طرح کے جھوٹے دعوے سے بالکل بری اور پاک ہے، آپ نے دیکھا کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی احادیث دونوں ہی صفائی وستھرائی کی اہمیت پر بہت ہی زیادہ ابھارتے ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ غیر مسلمین نظافت وصفائی کے معاملہ میں مسلمانوں سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں تو یہ بات مذہب اسلام کے خلاف حجت ودلیل نہیں بن سکتی، پھر اگر غیر مسلمین ظاہری نظافت وصفائی میں مسلمانوں کے ہم پلہ بھی ہوجائیں یا ان سے بڑھ بھی جائیں پھر بھی مسلمان باطنی صفائی میں [کفر وشرک کی گندگیوں] کے معاملہ میں ان سے زیادہ بہتر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں خیرالانام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاریں سے بنایا، اور مسلمان بن کر زندہ رہنے کی توفیق دی، اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں اسلام پر وفات دے اس حال میں کہ وہ ہم سے راضی اور خوش ہو۔

مانعین زکوۃ ملعون ہیں

زکوۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک تیسرا عظیم الشان رکن ہے اور یہ اللہ تعالی کا بندوں کے مخصوص مالوں پر ایک حق ہے جو نصاب کے پہونچنے کے بعد ایک متعین مقدار میں فقراء و مساکین اور دیگر مستحقین زکوۃ کے لئے نکالا جاتا ہے، زکوۃ ادا نہ کرنا بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے کتاب وسنت میں زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے حق میں سخت وعید منقول ہے اور یہی وجہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ کے خلاف قتال و جہاد کا اعلان کیا اور فرمایا کہ جو زکوۃ نہ نکالے گا میں اس سے جنگ کروں گا اس لئے اگر کوئی شخص فرضیت زکوۃ کا قائل ہو اور عملا اس کی ادائیگی میں کوتاہی وسستی برتتا ہو تو وہ ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہوگا اور حاکم وقت پر ضروری ہوگا کہ بزور طاقت اس سے زکوۃ وصول کرے اور مناسب سزا بھی دے اور اگر مانعین زکوۃ حاکم وقت کے کنٹرول سے باہر ہو تو پھر ان سے جہاد کرے، چنانچہ زکاۃ ادا نہ کرنے اور اسے روک لینے والا خود اپنے اوپر اور فقیروں و مسکینوں پر ظلم کرتا ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے زکاۃ روکنے والے کو ملعون قرار دیا ہے اور اس پر لعنت کی ہے، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

(لعن رسول الله ﷺ آكل الربا وموكله وشاهداه وكاتبه والواشمه والمستوشمة، ومانع الصدقة والمحلل والمحلل له) (۱)

''رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اس کے کھلانے والے، اس کے دونوں گواہوں اور اس کے لکھنے والوں پر، بال گودنے والی اور گودانے والی عورت پر، صدقہ وزکاۃ روکنے والے، حلالہ کرنے

(۱) صحیح الترغیب کتاب الصدقات باب الترهیب من منع الزكاة۔

والے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہے ان سب پر لعنت فرمائی ہے"

ایک دوسری حدیث میں حضرت مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سود کھانے والا ، کھلانے والا ، اس کے دونوں گواہ جب کہ انہیں اس کا علم ہو ، بال گودنے والی اور گودانے والی اور صدقہ وزکوۃ کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنے والا محمد ﷺ کی زبانی قیامت کے دن ملعون ہوں گے" (۱)

خلاصہ یہ کہ زکوۃ نہ دینے والا شریعت کی نظر میں قانونا مجرم اور مباح الدم ، آخرت میں دردناک عذاب اور دنیا میں مختلف آفتوں کا نشانہ ہیں۔

لواطت (لونڈے بازی) کرنے والا ملعون ہے

مردوں سے اپنی جنسی خواہش پوری کرنا ، جنسی پیاس بجھانا انتہائی قبیح گناہ اور غیر اخلاقی جرم اور حرام کام ہے جسے شریعت میں باعث لعنت قرار دیا گیا ہے ، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قوم لوط جیسا عمل کیا وہ ملعون ہے" (۲)

قوم لوط میں جہاں دیگر برائیاں تھیں وہیں پر ایک اخلاقی برائی یہ بھی تھی کہ یہ لوگ عورتوں کی بجائے مردوں ہی سے جنسی خواہش پوری کرتے تھے ، اس فحاشی کی موجد بھی یہی قوم تھی ، اس فحاشی کے خلاف حضرت لوط علیہ السلام نے جہاد کیا تھا ، لیکن جب وہ اس فحاشی سے باز نہ آئے تو اس قوم پر اللہ کا عذاب آیا ایسا عذاب کہ دنیا کی کسی قوم پر نہیں آیا ، حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالی کے حکم سے پوری آبادی کو اپنے پروں پر اٹھایا پھر فضا میں بلندی پر لے جا کر انہیں زمین پر پٹخ دیا اور اس پر

---

(۱) صحیح الترغیب کتاب الصدقات بالترہیب من منع الزکاۃ۔ (۲) مسند امام احمد ج ا ص: ۲۱۷۔

بھی اللہ کا غضب ختم نہ ہوا تو پھر ان پر پتھروں کی بارش کر دی گئی اور انہیں زمین کے اندر دھنسا دیا گیا، اس طرح وہ تباہ و برباد کر دیئے گئے، اللہ تعالی اس فعل بد سے ہمیں محفوظ رکھے، اس لئے ہماری شریعت نے اس فعل قبیح کے مرتکب کی سزا قتل قرار دی ہے چاہے اس کا مرتکب شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، فرمان نبوی ﷺ ہے (من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلو اا الفاعل والمفعول به) ''جس کسی کو تم قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کر ڈالو'' (۱)

رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا لوطی کے قتل پر اتفاق تھا البتہ صورت قتل میں ان کا اختلاف رہا ہے، جیسے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ اسے جلا دیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ ایسے آدمی کو شہر میں جو سب سے بلند جگہ ہو وہاں لے جایا جائے اور وہاں سے سر کے بل نیچے گرا دیا جائے اور پھر اسے پتھروں سے سنگسار کر دیا جائے۔

یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس سے زمین کانپنے لگتی ہے اور جس وقت زمین پر یہ گناہ ہوتا ہے زمین کے کنارے جنبش کرنے لگ جاتے ہیں، فرشتے یہاں سے بھاگ کر آسمان پر چلے جاتے ہیں اور زمین کے دور دراز گوشوں میں جا کر پناہ لیتے ہیں۔

---

(۱) صحیح ابوداؤد للالبانیؒ كتاب الحدود باب فيمن عمل عمل قوم لوط۔

یہ اتنا خطرناک جرم ہے کہ اس کا مرتکب قیامت کے دن اللہ کی نظر رحمت سے محروم ہوگا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (لا ینظر اللہ الی رجل اتی رجلا او امراۃ فی الدبر) ''اللہ تعالی ایسے مرد کو [قیامت کے دن] نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جو کسی مرد کے پاس شہوت سے آتا ہے یا عورت کے پاس غیر فطری راستے سے آتا ہے'' (۱)

اللہ تعالی ہمیں اس قابل لعنت اور قبیح فعل سے بچائے۔ آمین۔

جانوروں سے بدفعلی کرنے والا ملعون ہے

یہ بدترین فحاشی ہے کہ انسان جانوروں سے اپنی جنسی پیاس بجھائے، رسول اللہ ﷺ نے اس کام کو بھی لعنت کا باعث قرار دیا ہے، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی حیوان سے اپنی جنسی خواہش پوری کرتا ہے وہ ملعون ہے'' (۲)

دوسری حدیث کے مطابق جانوروں کے ساتھ ایسا کرنے والوں کی سزا قتل ہے اور اس حیوان کو بھی ذبح کردینے کا حکم ہے جس کے ساتھ اس قسم کی برائی کی گئی ہو، فرمان نبوی ﷺ ہے (من وقع علی بھیمۃ فاقتلوہ واقتلوا البھیمۃ) ''جو شخص کسی جانور سے برائی کرے تو اسے اور جانور کو قتل کردو'' (۳)

---

(۱) سنن ترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان النساء فی ادبارھن ح:۱۱۶۵۔

(۲) مسند احمد ج ۱ ص ۳۱۷۔

(۳) صحیح ابن ماجہ، سنن ترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فیمن یقع علی البھیمۃ۔

بہر حال حیوانوں کے ساتھ اس قسم کی فحاشی ایک سنگین جرم ہے جو اللہ کی لعنت اور پھٹکار کا باعث ہے۔

تارکِ سنت ملعون ہے

اللہ تعالی نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ بنا کر بھیجا ہے اس کا مطلب یہ ہے ایک مسلمان رسول اللہ ﷺ کی سنت سے محبت رکھے اور انہیں اپنی زندگی میں اختیار کرنے کی بھرپور کوشش کرے لیکن آج مسلمانوں میں ایسے بدنصیب قسم کے لوگ ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے کوئی محبت نہیں اور نہ ہی وہ ان ان سنتوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے تیار ہے، ایسے ہی لوگوں کے متعلق آپ ﷺ کا فرمان ہے ’’جو مسلمان میری سنت کا انکاری ہے اس پر اللہ تعالی کی، میری اور ہر نبی کی لعنت ہے، حدیث ملاحظہ ہو، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھ آدمیوں پر میں نے اور اللہ نے لعنت بھیجی ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے:

(۱) کتاب اللہ میں اضافہ کرنے والا۔ (۲) اللہ کی تقدیر کو جھوٹا سمجھنے والا۔ (۳) طاقت کے ساتھ حکومت پر قبضہ کرنے والا تا کہ جنہیں اللہ تعالی نے ذلیل بنایا تھا انہیں عزت دے اور جنہیں اللہ نے عزت دی تھی انہیں ذلیل کرے۔ (۴) اللہ کے حرام کو حلال کرنے والا۔ (۵) میرے اہل بیت کی عزت کو حلال کرنے والا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ (۶) اور میری سنت کا تارک۔ (۱)

---

(۱) سنن ترمذی ح: ۲۱۵، شعب الایمان للبیہقی، اس حدیث کی سند حسن لذاتہ ہے، اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے مستدرک حاکم ج ۲/ص: ۵۲۵۔

ایک دوسری مشہور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو شخص میری سنت سے اعراض کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں'' (۱)

پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ کہ سنت نبوی ﷺ کا تارک ملعون ہے، دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان رسول اللہ ﷺ کی سنت سے پیار اور محبت کرنے کے بجائے اس سے روگردانی کرتا ہے اس کے لئے سخت وعید ہے، رسول اللہ ﷺ کا ایسے شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

تو اتباع سنت میں ہی ہماری نجات ہے اور یہی صحابہ کرام کا طرز عمل تھا، سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا(لست تاركا شيئا كان رسول الله ﷺ يعمل به الا عملت به فاني اخشى ان تركت شيئا من امره ان ازيغ) ''میں ایسا کوئی عمل بھی چھوڑنے والا نہیں ہوں جو عمل رسول اللہ ﷺ کرتے تھے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے آپ کے امر میں سے کسی چیز کو چھوڑ دیا تو سیدھی راہ سے بھٹک جاؤں گا'' (۲)

معلوم ہوا کہ سنتِ رسول کو بغیر شرعی دلیل کے اور بطور استخفاف چھوڑنے والے صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں، اس لئے سنت ضروریہ کو ترک کرنا حرام ہے جیسے کہ بعض لوگ داڑھی منڈاتے ہیں اس طرح عام سنتوں کو بھی استخفاف کی نیت سے ترک کرنا حرام ہے، جو لوگ سنتوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور سنت پر عمل پیرا ہونے میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

---

(۱) صحیح البخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح۔

(۲) صحیح البخاری کتاب فرض الخمس باب اداء الخمس من الدین ح :۳۰۹۳۔

مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے والا ملعون ہے

کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی پر ہتھیار اٹھائے یا ہتھیار سے اس کی طرف اشارہ کرے خواہ وہ ہتھیار اٹھانا یا ہتھیار سے اشارہ کرنا مذاق کے طور پر ہی کیوں نہ ہو، یہ منع اور حرام ہے ممکن ہے غلطی سے وہ ہتھیار چل جائے جس سے دوسرا مسلمان مرجائے اور وہ خود اس غلطی کے سبب جہنم کی آگ میں جا پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے (من اشار الی اخیه بحديدة فان الملائكة تلعنه حتى يدعه و ان كان اخاه لابيه و امه) ''جو شخص اپنے بھائی کی طرف لوہے کے ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے ملائکہ اس پر لعنت کرتے ہیں خواہ یہ سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو'' (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لا يشير احدكم الى اخيه بسلاح فانه لايدرى احدكم لعل الشيطان ينزع فى يده فيقع فى حفرة من النار) ''تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیوں کہ اسے معلوم نہیں شاید شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار نکال کر دوسرے کو نقصان پہنچا دے اور وہ جہنم کے گڑھے میں گر جائے'' (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ نبی مکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: (من حمل علينا السلاح فليس منا) ''جو شخص ہم پر تلوار اٹھاتا ہے وہ ہم میں سے ہی نہیں ہے'' (۳)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب النهى عن الاشارة بالسلاح الى مسلم (۲) صحیح مسلم کتاب البر والصلة والاداب باب النهى عن الاشارة بالسلاح الى مسلم۔ (۳) صحیح بخاری الفتن با ب قول النبى من حمل علينا اسلاح فليس منا

اور مسلم میں اتنا اور زیادہ ہے (من سل علینا السیف فلیس منا) ''جس شخص نے ہم پر تلوار سونتی وہ ہم میں سے نہیں ہے''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جب اپنے کسی مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا حرام ہے تو پھر کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانا، اس کی پٹائی کرنا، اس کو قتل کرنا اللہ تعالی کے یہاں کتنا خطرناک جرم ہوگا، اسی لئے نبی محترم ﷺ نے مسلمانوں پر بلاوجہ ہتھیار اٹھانے والے کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دیا ہے۔

ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے

غلہ کو اس نیت سے خرید کر روک رکھنا کہ جب گرانی اور قحط کا زمانہ آئے گا تو پھر بیچیں گے اور زیادہ سے زیادہ نفع کمائیں گے اس کو احتکار کہا جاتا ہے اور احتکار کو شریعت محمدیہ میں حرام قرار دیا گیا ہے کیوں کہ اس میں غریب عوام کا استحصال ہے، اسلئے ایسا کرنے والے کو حدیث میں ملعون قرار دیا گیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (الجالب مرزوق والمحتکر ملعون) ''بازار میں سودا لانے والے کو رزق ملتا ہے اور محتکر [ذخیرہ اندوزی کرنے والا] ملعون ہے'' (۱)

ایک دوسری حدیث جو حضرت معمر بن عبداللہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ولا یحتکر الا خاطی) ''خطا کار (نافرمان اور گناہگار) کے سوا ذخیرہ اندوزی کوئی نہیں کرتا'' (۲)

یہ احادیث صراحت کے ساتھ ذخیرہ اندوزی کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں اور کیا احتکار [ذخیرہ

---

(۱) سنن ابن ماجہ کتاب البیوع باب الاحتکار بحوالہ مشکاۃ فصل ثانی۔

(۲) صحیح مسلم کتاب المساقاۃ باب تحریم الاحتکار فی الاقوات۔

اندوزی]صرف خورد ونوش کی چیزوں میں ہے یا یہ کہ غیر خوراک میں بھی ہے، بعض نے کہا کہ احتکار صرف کھانے پینے کی چیزوں میں ہے اور بعض نے کہا کہ کھانے پینے ہی کی چیزوں میں نہیں بلکہ تمام چیزوں میں ہے، اس سلسلہ میں راجح قول یہی ہے کہ کسی بھی چیز کی ذخیرہ اندوزی[جب کہ لوگ محتاج ہوں اور وہ اسے مہنگا کرنا چاہتا ہو] چاہے وہ خوراک کی ہو یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کی حرام ہے، اللہ تعالی ہمیں اس قبیح اور ملعون فعل سے بچائے۔

اپنے باپ یا مالک کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرنے والا ملعون ہے

آدمی کا اپنے باپ یا مالک کے علاوہ کسی اور کی طرف خود کو منسوب کرنا سنگین جرم اور نرا جاہلیت ہے جس سے نبی مکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کیوں کہ ایسا کرنے سے ایسے مفاسد اور خرابیاں سر اٹھائیں گی جو نا قابل بیان اور بے شمار ہیں ، ذیل میں وہ احادیث درج کی جاتی ہیں جن میں ایسا کرنے والوں کے لئے سخت وعید آئی ہوئی ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:(من ادعی الی غیر ابیه او انتمی الی غیر موالیه فعلیه لعنة الله و الملائکة و الناس اجمعین لایقبل الله منه یوم القیامه صرفا و لا عدلا) ''جو شخص اپنے باپ کی بجائے کسی دوسرے کی طرف یا اپنے آقاؤں کی بجائے کسی اور کی طرف نسبت کرے تو اس پر اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالی روز قیامت اس کی نہ فرض عبادت قبول فرمائیں گے اور نہ ہی نفلی عبادت'' (۱)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینه۔

ایک دوسری حدیث میں ہے(من ادعی الی غیر ابیه او انتمی الی غیر موالیه فعلیه لعنة الله المتتابعة الی یوم القیامة) ''جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے یا کوئی غلام اپنے آقا کے سوا کسی اور سے اپنا تعلق جوڑے تو اس پر روز قیامت تک مسلسل اللہ تعالی کی لعنت برستی رہے گی) (۱)

ایک تیسری حدیث میں ہے(من ادعی الی غیر ابیه وهو یعلم فالجنة علیه حرام)''جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے تو اس پر جنت حرام ہے'' (۲)

ان احادیث سے بخوبی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کسی آدمی کا اپنے باپ یا مالک کی بجائے کسی غیر کی طرف منسوب کرنا سخت حرام ہے، بعض لوگ اپنی مادی ضروریات کے حصول کے لئے سرکاری کاغذات میں اپنا جھوٹا نسب نامہ ظاہر کرتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باپ اپنے بچوں کو ان کی چھوٹی عمر میں چھوڑ دیتا ہے اور بچے بڑے ہو کر باپ سے ناراضگی کی وجہ سے بطور انتقام اپنا نسب نامہ کسی دوسرے شخص سے منسوب کر لیتے ہیں، اپنے حقیقی نسب نامہ میں ردو بدل کرنے کی یہ تمام شکلیں حرام ہیں، پہلی اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے شخص پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے اور مسلسل ہوتی رہتی ہے اور یہ کہ اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی کوئی فرض اور نفل

---

(۱)سنن ابو دائود الادب باب فی الرجل ینتمی الی غیر موالیه ح:۵۱۱۵ وجامع الترمذی الوصایا باب ماجاء لاوصیة لوارث ح:۲۱۲۰-

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوه الطائف ،صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من رغب عن ابیه وهو یعلم-

عبادت قبول نہ فرمائیں گے،اور تیسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی کی طرف خود کو منسوب کیا تو ایسے شخص پر جنت حرام ہے،ان سے یہ اندازہ کرلیں کہ یہ کس قدر سنگین اور خطرناک ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ پہلی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بیٹے کا اپنے باپ کی بجائے کسی اور کی طرف نسبت کرنا یا غلام کا اپنے مالک کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنا سخت حرام ہے کیوں کہ اس میں کفران نعمتِ وراثت، ولاء اور دیت وغیرہ کے حقوق کا ضائع کرنا قطع رحمی اور والدین کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ دیکھئے (شرح النووی ج۹/۱۴۴)

خلاصہ یہ کہ نبی محترم ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے،اللہ تعالی ہم سب مسلمانوں کو اس سنگین جرم سے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

زندہ جانورں کو باندھ کر نشانہ بنانے والا ملعون ہے

دین اسلام دینِ رحمت ہے اس نے ہمیں ہر چیز کے ساتھ احسان وبھلائی کا حکم دیا ہے حتی کہ جانوروں کے ساتھ بھی چاہے وہ جانور ماکول اللحم [جن کا گوشت کھایا جاتا] ہو یا غیر ماکول اللحم [جن کا گوشت نہ کھایا جاتا] ہو احسان وبھلائی کا حکم دیا ہے فرمان الہی ہے ﴿وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (۱)

’’اور احسان کرو، بے شک اللہ تعالی احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے‘‘

اس آیت میں جانوروں اور غیر جانوروں سب کے ساتھ حسن سلوک کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

(۱) سورۂ بقرہ آیت: ۱۹۵۔

اور فرمان نبوی ﷺ ہے (ان اللہ کتب الاحسان علی کل شئی فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة واذاذبحتم فاحسنوا الذبح و لیحد احدکم شفرته فلیرح ذبیحتة) ''بے شک اللہ تعالی نے ہر چیز کے بارے میں احسان کو فرض قرار دیا ہے، لہذا جب تم کسی چیز کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب کسی جانور کو ذبح کرو تو چھری کو تیز کرلو اور ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ'' (۱)

کتاب وسنت میں جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے برعکس ظلم وزیادتی سے منع فرمایا ہے فرمان الہی ہے (وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰه لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ) (۲)

''زیادتی نہ کرو اللہ زیادتی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے''

اور جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانا یہ جانوروں پر ظلم اور زیادتی کرنا اور اسے عذاب دینا ہے جس سے احادیث میں سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے اور اس کے مرتکب پر لعنت کی گئی ہے، آیئے اب وہ احادیث پڑھتے ہیں جن میں اس سنگین عمل کے مرتکب پر لعنت آئی ہوئی ہے:

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (ان رسول اللہ ﷺ لعن من اتخذ شیئا فیه الروح غرضا) ''رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی جو کسی جاندار کو باندھ کر اس پر نشانہ بنائے'' (۳)

☆ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ (مرابن عمر رضی الله عنه بنفر قد نصبوا دجاجة یترامو نها فلما راء و ابن عمر تفرقوا عنها فقال ابن عمر من فعل هذا؟ ان

---

(۱) صحیح مسلم الصید باب الامر باحسان الذبح۔

(۲) سورۂ مائدہ آیت: ۸۷۔

(۳) صحیح مسلم کتاب اللباس والزینہ باب النہی عن ضرب الحیوان فی وجہہ ووسمہ فیہ۔

رسول الله ﷺ لعن من فعل هذا ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جو ایک مرغی کو باندھ کر اپنے نشانہ کی مشق کررہے تھے، اس نے جب حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا تو منتشر ہوگئے، ابن عمرؓ نے فرمایا یہ کس نے کیا ہے؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کام کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے'' (۱)

☆ حضرت ہشام بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انسؓ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا تو وہاں چند لڑکوں یا نوجوانوں کو دیکھا جو ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر آزمائی کررہے تھے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ نے جانوروں کو اس طرح نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے'' (۲)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ'' آپ کسی جانور وغیرہ کو قتل کرنے کی غرض سے اسے باندھ کر اس پر نشانہ لگانے سے منع فرماتے تھے'' (۳)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی جاندار کو باندھ کر (تیر وغیرہ) سے اس پر نشانہ نہ لگاؤ'' (۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب النھی عن صبر البھائم۔

(۲) صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب مایکرہ من المثلة والمصبورة والمجثمة ۔

(۳) صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب مایکرہ من المثلة والمصبورة والمجثمة ۔

(۴) صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب النھی عن صبر البھائم۔۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زندہ جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانا حرام اور ایسا کرنے والا ملعون ہے کیوں اس میں بغیر کسی ضرورت کے جانور کو ایذا اور تکلیف پہنچانا ہے، اور اس میں مال کی بھی بربادی ہے۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم وھو الہادی الی سواء السبیل، وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

تم الکتاب وربنا محمود ☆ ولہ المکارم والعلا والجود

ابوعدنان محمد طیب السّلفی
داعی ومترجم:
اسلامک سنٹر المجمعہ، مملکت سعودیہ عربیہ

مولف کی دیگر تصانیف وتراجم

☆ استقبالِ رمضان .... مطبوع

☆ ایام مبارکہ .... //

☆ فضائل اعمال .... //

☆ منکرات اعمال .... //

☆ قرآنی معلومات .... //

☆ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ .... //

☆ جن وشیاطین سے گھر کی حفاظت .... //

☆ حسن خاتمہ اور سوءِ خاتمہ کے علامات واسباب .... //

☆ شمائل محمدی .... //

☆ زادراہ .... //

☆ فتاوی مکیہ .... //

☆ نبی کریم ﷺ کا طریقہ حج اور حج وعمرہ کے اہم مسائل .... //

☆ سنن فطرت .... //

☆ سنن متروکہ .... //

☆ عمرہ قدم بقدم؟ .... //

☆ اذان واقامت کتاب وسنت کی روشنی میں .... //